۸ ظہور ۱۳۴۲ ہش | ۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ | ۸ اگست ۱۹۶۳ء

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲ اگست (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل شام کے وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اعصابی بے چینی کی تکلیف ہو گئی تھی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد شفا بخشے۔ آمین۔

گھوڑا گلی ۳ اگست۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو کل شام کے وقت گھبراہٹ کا شدید دورہ ہوا۔ جس کی وجہ غالباً پیٹ میں خرابی تھی مری سے سول سرجن نے آکر دیکھا۔ اور دوائی تجویز کی جس سے اجابت ہو گئی۔ اس کے بعد کچھ آرام محسوس ہوا مگر ابھی تک طبیعت پوری صاف نہیں ـــــ احباب جماعت التزام کے ساتھ حضرت ممدوح کی صحت کاملہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۶ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینہ منورہ کے ایمان افروز کوائف

از قلم الحاج چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدر آباد دکن

(۶)

مقامِ پیدائش سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ میں جس مقدس مقام میں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے وہاں ایک لائبریری قائم ہو ئی ہے اتفاق سے جن دنوں ہم گئے لائبریری بند تھی۔ مکرم مولوی نور الحق صاحب انور کی تحریک پر ہم اُن محلوں کی گلیوں میں اس روحانی تصور کے ساتھ گھومتے رہے کہ کچھ بھی ہو ان مقامات پر ہمارے مبارک مقدس آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم تو ضرور پڑے ہیں۔

ابرِ رحمت

ایک دن عین طواف کے وقت اس قدر بارش ہوئی کہ بیت اللہ شریف کے پرنالے سے پانی بہنے لگا۔ ویسے امسال موسم نسبتاً ٹھنڈا رہا۔ ورنہ الحاج شبیر احمد صاحب اور مکرم مسعود احمد صاحب نے موسم کا جو نقشہ کھینچا ہے اس کے پیشِ نظر ایک کمزور طبیعت آدمی کی ہمت آدھی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور نظام اور تنظیم کی برکت سے ہمیں سارے ایام حج میں کسی قسم کی کوئی تکلیف ہی محسوس نہیں ہوئی۔ خانبہادر مساحب خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر گنگ اڑیسہ بار بار ذکر فرماتے رہے کہ جب وہ گھر سے روانہ ہونے لگے۔ تو سب پہلے اور کمزوری کی وجہ سے اچھے اور بیگم نے سب ہی کہتے تھے کہ اتنے طویل سفر اور بالخصوص حج کے ایام میں اکیلے جانا مناسب نہیں مگر وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہی جواب دیا کہ جماعت کے دوست مل گئے تو خدا کے فضل سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی سارے قیام مکہ کے دوران میں بار بار خدا کا شکر کرتے کہ یہ آرام تو مجھے گھر میں بھی نصیب نہ تھا۔ وقت پر ناشتہ اور کھانا بیٹھے بٹھائے مل جاتا ہے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے ہمیں مامور وقت کی برکت سے ایسی لڑی میں پرو دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور برکت سے ہمارے درمیان حقیقی بھائیوں سے بھی بڑھ کر محبت کا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس مقدس رشتہ پر دنیا کے ہزاروں رشتے بھی قربان کئے جائیں تو کم ہیں۔

ایک دن مدینہ منورہ میں خاکسار اور رشتی فی اللہ برادرم محمود احمد صاحب ایک ہوٹل میں بیٹھے تھے کہ جہلم کا ایک حاجی سخت پریشان بیٹھا تھا۔ برادرم محمود احمد صاحب اور خاکسار کے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ کئی دنوں سے بیمار ہے۔ مگر ان کے ساتھیوں کو بھی پرواہ نہیں۔ اور دوسری طرف یہ حالت تھی کہ ہم دونوں جب اکٹھے ہوئے جبکہ ایک دوسرے کی جان پہچان بھی نہیں تھی۔ تو ہماری دونوں کی آدھی بیماریاں جاتی رہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

مدینہ اور مکہ مکرمہ میں گانوں اور ریڈیو کی کثرت

الفضل میں کسی حاجی صاحب نے اہل مکہ و مدینہ کی اس کمزوری کا ذکر شائع کیا ہے۔ جسے پڑھ کر مجھے سخت افسوس ہوا۔ گویا حاجی صاحب کو اہل مکہ و مدینہ والوں کا تو تنکا نظر آگیا۔ اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی محسوس نہیں ہوا۔ دنیا میں سوائے ربوہ اور تقسیم سے قبل قادیان کے علاوہ کوئی ایسا شہر ہے جس کے متعلق کہا جا سکتا ہو کہ وہاں آج بازاروں، گلی کوچوں اور گھروں میں دن رات فحش فلمی گانے علی الاعلان نہیں سُنے جاتے۔ پھر اہل مکہ اور مدینہ بھی تو انسان ہیں۔ ہمارے نزدیک اہل مکہ اور مدینہ کے آباؤ اجداد کا جو احسان ہم پر ہے۔ اُس کا بدلہ ہم ہماری نسلیں قیامت تک بھی نہیں دے سکتیں اور اُن کے اندر ہزار عیوب پیدا ہو جانے کے باوجود جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو امتیاز بخشا ہے۔ وہ نہیں چھینا جا سکتا۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اول مکہ یا مدینہ کی کمزوریوں پر قلم اُٹھانے کی بجائے اُن کی خوبیوں کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے البتہ اُن کے لئے رات دن دعا کی جائے کہ مغربیت اور ہمارے نزدیک دجالیت کے جو اثیم جو کثرت اور سرعت سے ان مقدس ترین مقامات کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ وہ ان بزرگوں کی اولادوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں۔ ان کی آنکھیں کھل جائیں اور اپنے مقدس مقام کو سمجھ لیں۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہ دار
آخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

(باقی آئندہ)

مکہ اور مدینہ کے درمیان اونٹ بیکار ہو گئے

صداقتِ مسیح موعودؑ کا ایک واضح نشان

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کے ثبوت میں قرآن و حدیث کے حوالہ سے یہ تحریر فرمایا تھا کہ مسیح موعود کی ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ اُس کے وقت میں اُونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور لکھا تھا کہ اس میں یہ اشارہ تھا کہ "ان دنوں میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو رات دن صدہا کوس چلے گی۔ ان دنوں میں اُونٹ بیکار ہو جائیں گے"۔ (ایام الصلح ص۱۷۵)

اسی طرح تحریر فرمایا تھا کہ "ایک اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری تھی جس نے اُونٹوں کو بیکار کر دینا تھا۔ قرآن شریف نے واذا العشار عطلت لکھ کر اس زمانہ کا پتہ بتلایا ۔۔۔۔ چند سالوں میں اُونٹ کی سواری کا نام و نشان نہ رہے گا"۔ (ریویو جلد ۲ ص۲۰۱)

ہمارے غیر احمدی علماء حضور کی تحریروں سے ایسا استدلال لے کر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ مکہ مدینہ کے درمیان تاحال جاری نہیں ہوئی۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں تو صرف اونٹنیوں کے بیکار کئے جانے کا ذکر ہے ریل کا ذکر نہیں ہاں آپ نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مکہ و مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار ہو جائیں گے اور ریل ایک نئی سواری ہے۔ چنانچہ حضور نے دوسری جگہ جیسا کہ اوپر حوالہ میں گزر چکا ہے۔ ریل کی بجائے نئی سواری کے الفاظ سے وضاحت فرما دی تھی۔ پس ریل کی کوئی خصوصیت نہیں کوئی بھی نئی سواری اگر جاری ہو جاتی اور اونٹوں کی سواری پر اثر انداز ہوتی ہے۔ تو اُس سے قرآن و حدیث کا منشاء پورا ہو جاتا ہے۔ ریل کے لفظ پر ضد کرنا نری جہالت ہے۔ چنانچہ ایک معترض کہتا ہے کہ ریل کے لئے مرزا صاحب کی تحریر میں صاف لفظ حدیث رسول اللہ کا موجود ہے۔ حالانکہ حدیث میں کہیں بھی ریل کا لفظ نہیں نہ ہی حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ حدیث میں ریل کا لفظ آیا۔ بلکہ (باقی صفحہ پر)

محمد صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے دلدار آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۸ راگست ۱۹۶۳ء

نمازِ تہجد کی باقاعدگی اور درود شریف کا التزام

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جس بابرکت دعا کی تحریک فرمائی ہے۔ یکم اگست سے اس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ پروگرام ۳۱ راگست تک جاری رہے گا۔ اس عرصہ میں نماز تہجد کے التزام کے ساتھ تمام مخلصین جماعت سب سے مقدم اسلام کی جلد روحانی فتح اور اس کے عالمگیر غلبہ کے لئے دعائیں کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ ہی کی قیادت میں اسوقت احمدیہ جماعت نے خدمت و اشاعت دین کے لئے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اور دے رہی ہے۔ جس کی نظیر کسی دوسرے اسلامی فرقہ میں ہرگز پائی نہیں جاتی ایسی نمایاں اور ٹھوس خدمات کے نتیجہ میں ہر حقیقت شناس دل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا کی طرف خود بخود مائل ہو جاتا ہے

مہینہ بھر کے اس خاص پروگرام میں روزانہ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کا التزام اور سارے دن میں کم سے کم تین سو بار درود شریف کا ورد بہت بڑا جزو قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں (تہجد و درود) اپنی اپنی جگہ پر بڑی ہی فضیلت اور اہمیت کی حامل ہیں اور خدا تعالیٰ کی رحمت و فضل کو جذب کرنے کا بہترین ذریعہ!!

رات کے آخری حصہ میں جبکہ ساری دنیا میٹھی نیند سو رہی ہوتی ہے ایک بندۂ الٰہی بستر کو چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر اس کے دین کی سربلندی اور دنیا میں جلد از جلد عالمگیر مقبولیت پا جانے کے لئے اُسی سے التجائیں کرتا ہے۔ جس نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ وعدہ فرما رکھا ہے کہ آخری زمانہ میں وہ اپنے فضل سے ایسا نظارہ دکھائے گا۔ [illegible] اور جہاں تک خاص دعاؤں کے ساتھ درود شریف باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے کا تعلق ہے دعا خواہ کسی مقصد کے لئے ہو حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس کی قبولیت کے لئے درود شریف کا التزام ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دعا کرتے سنا جو صحیح طریق پر دعا نہیں کر رہا تھا حضور نے فرمایا:- عجل هذا

اس شخص نے اپنی حاجات "خدا کے حضور" پیش کرتے وقت ناواجب جلد بازی سے کام لیا ــــ اور ساتھ ہی آپؐ نے خود ہی صحیح طریق پر دعا کی بھی وضاحت فرما دی اور فرمایا۔

"دعا کرتے وقت ایک انسان کو چاہئے
کہ سب سے پہلے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا
کرے پھر درود شریف پڑھے
تیسرے نمبر پر اپنی حاجات کو پیش
کرے"ــ!!

درود شریف کی اہمیت و عظمت صرف اسی قدر ہی نہیں کہ عمومی دعا کے وقت درود شریف کو اس کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے بلکہ درود شریف ایک ادنیٰ امتی کو رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب تر لے جانے کا بہترین ذریعہ بھی ہے جب کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ "قیامت کے روز میرے قریب تر وہی شخص ہوگا جس نے میرے حق میں سب سے بڑھ کر درود شریف کا التزام کیا ہو"

ماسوا اس کے درود شریف ایک ایسی جامع دعا بھی ہے جو ایک انسان کو اس کے تمام ہموم و غموم سے نجات بخشنے اور اس کے گناہوں کی بخشش کا کافی و وافی سامان بھی ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اس طرح نقل کی گئی ہے

"ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ (ایک موقع پر) میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں حضور کے لئے کثرت سے صلوٰۃ و درود پڑھتا ہوں فرمایئے میں اپنی دعا میں اس کو کس قدر وقت دوں۔ فرمایا جس قدر چاہو میں نے عرض کیا اچھا ایک چوتھائی وقت میں درود ہی میں گذارا کروں گا۔ فرمایا تمہاری مرضی البتہ اگر اس سے کچھ بڑھا سکو تو تمہارے لئے ہی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا اچھا پھر آدھا وقت فرمایا تمہاری مرضی لیکن اگر اس سے بڑھا سکو تو تمہارے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا اچھا دو تہائی وقت فرمایا تمہاری مرضی لیکن اگر اس سے بھی بڑھا سکو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا حضور میں اپنی ساری دعا کا وقت بس اسی میں گزاروں گا۔ ــ فرمایا تب تو تمہارے تمام ہموم و غموم کے لئے کافی ہو جائے گا۔ اور تیرے جملہ گناہ بخشے جائیں گے"۔

دیکھا آپ نے پوری توجہ اور صحتِ نیت سے پڑھا گیا درود اپنے اندر کس قدر برکات اور رحمتیں لئے ہوئے ہے۔ اگر کوئی شخص اس کی وجہ دریافت کرے تو اس کا جواب بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس الفاظ میں موجود ہے۔

من صلّی علیّ واحدۃ
صلّی اللہ علیہ عشرًا

جو شخص میرے لئے ایک بار درود پڑھتا ہے
(باقی صـ۱۲ پر)

لیتا ہوں محبت سے مُعًا نامِ محمدؐ

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

چتنا بھی کیا جائے گا اکرامِ محمدؐ — وسعت پذیر ہو جائے گا اسلامِ محمدؐ
جب صبح ھو اللہ احد آئے زباں پر — لیتا ہوں محبت سے مُعًا نامِ محمدؐ
اللہ رے کیا شان ہے اِس بندۂ حق کی — جس نے کہ اٹھائے ہیں سب آلامِ محمدؐ
وہ جس پہ ہوئے ختم رسولوں کے مدارج — ہے فرش سے تا عرش وہی بامِ محمدؐ
کیا صبح ہے وہ صبح جو ہے صبحِ محمدؐ — کیا شام ہے وہ شام جو ہے شامِ محمدؐ
مہدی و مسیحا جسے کہتے ہو غلام ایک — از روئے حقیقت ہے دلآرامِ محمدؐ
جو ہیرۂ کامل ہے اسی ذات میں شامل — فرزندِ گرامی ہے یہ ادغامِ محمدؐ
اِک ہوک سی اُٹھتی ہے کلیجے میں ہمارے — آتے ہیں ہمیں یاد جو ایامِ محمدؐ

خُم خانۂ وحدت ہے کھلا ربوہ میں اکمل
پیتا ہوں شب و روز یہیں جامِ محمدؐ

مُبارک تحریکِ دُعا اور مخلصینِ جماعت

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ربوہ

پچھلے دنوں خاکسار نے یہ تحریک کی تھی کہ مخلصین جماعت میں سے کم از کم تین ہزار دوست یہ عہد کریں کہ یکم اگست سے ۳۱ راگست تک التزام تہجد پڑھنے کے علاوہ غلبۂ اسلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے اور روزانہ کم از کم تین سو مرتبہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں گے اس پر مجھے بہت سے دوستوں کی طرف سے خطوط موصول ہوئے کہ تعداد تین ہزار کی بجائے پانچ ہزار کردی جائے۔ مگر بار بار تبدیلی مناسب سمجھی گئی۔ خدا تعالیٰ کی مشیت اور اس کے خاص فضل سے ۳۰ رجولائی تک موصول ہونے والے ناموں کی تعداد پانچ ہزار سے اوپر نکل گئی ہے الحمد للہ اللہ تعالیٰ اس تحریک میں شامل ہونے والے سب احباب کو ایفائے عہد کی توفیق دے اور اس تحریک میں شمولیت سلسلہ احمدیہ اور خود ان کے لئے نہایت بابرکت ثابت کرے آمین۔

اس سلسلہ میں یہ بھی گذارش ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے جو احباب اس تحریک میں شامل نہیں ہوئے اُنہیں بھی چاہیئے کہ ان ایام میں ذکر الٰہی، درود اور دعاؤں کی طرف خاص توجہ دیں تا وہ بھی کسی نہ کسی شکل میں اس مبارک تحریک کی برکات سے متمتع ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہماری عاجزانہ دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشے اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

خاکسار:- مرزا ناصر احمد، صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ۳۱/۷/۶۳

خطبہ جمعہ

درود شریف ایک بہترین دعا ہے اس کا جتنا ورد کیا جائے اتنا ہی کم ہے

اس جامع دعا کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی عظیم الشان برکات حاصل کر سکتے ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۶ر جولائی ۱۹۲۸ء

ایک سوال کے متعلق جو پچھلے جمعہ میرے سامنے پیش ہوا تھا اس وقت روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ ایک دوست نے لکھا کہ ۱۹۲۵ء کے خطبہ میں میں نے درود کے متعلق جو میں نے روشنی ڈالی تھی جس سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا تھا۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ ایک سوال ہے جس پر روشنی نہ ڈالی گئی تھی جو کہ ضروری ہے وہ

سوال یہ ہے

کہ درود میں یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اسی طرح یہ دعا ہے اللّٰھم بارک علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید حالانکہ رسول کریم صلعم کا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑا ہے۔ ایک بڑے درجہ والے کے لئے یہ دعا کرنا کہ اسے وہ کچھ ملے جو اس سے چھوٹے درجہ والے کو ملا اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ یہ دعا کرتے ہی چلے جانا اور قیامت تک کرتے چلے جانا۔ یہ ایک معمہ اور چیستان ہے جس کا حل ضروری ہے واقعہ میں اگر اس بات کی حقیقت پر غور نہ کریں تو یہ بات ایسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہتے ہیں کوئی فقیر تھا۔ ایسے لوگ چونکہ ادھر ادھر پھرتے رہتے اور کوئی مستقل ٹھکانا نہیں رکھتے اس لئے علی العموم پولیس کی دست برد میں آتے رہتے ہیں۔ اور تھانیدار کو سب سے زیادہ اختیارات کا مالک سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں راہ سے ایک ای۔ اے سی سے کچھ مانگا۔ اس نے مانگنے سے زیادہ اسے دے دیا۔ اس پر فقیر کا دل دعا کی طرف مائل ہوا۔ اور اس نے اس کے لئے یہ دعا کی کہ خدا تمہیں تھانیدار بنا دے۔ چونکہ اس کے نزدیک یہی درجہ سب سے بڑا تھا کیونکہ جہاں وہ جاتا تھا سپاہی اس کے پیچھے پڑ جاتے اور تھانیدار کے سامنے پیش کر دیتے

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ دعا کرنا کہ آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام والا درجہ دیا جائے ایسی ہی دعا ہے جیسے ای۔ اے۔ سی کے لئے یہ کہا گیا تھا کہ خدا تمہیں تھانیدار بنا دے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس طرح یہ دعا نہیں بلکہ بد دعا معلوم ہوتی ہے

میرا خیال ہے

میں نے پہلی دفعہ اس کے متعلق بیان کیا ہے جو سوال کرنے والے ایسے دوست ہیں۔ جو اخباروں سے تعلق رکھتے ہیں اور تحریریں پڑھنے والے ہیں۔ ممکن ہے ان کے حافظہ کی غلطی ہو اور ان کو میری بیان کردہ باتیں یاد نہ رہی ہوں یا ممکن ہے میں نے ایسی وضاحت نہ کی ہو جس کی ضرورت ہو اس لئے پھر بیان کرتا ہوں۔

بات یہ ہے کہ اعتراض دو جگہ پڑا کرتے ہیں۔ ایک تو وہاں جہاں محل اعتراض ہو اور دوسرے ایسی جگہ پر محل اعتراض نہ ہو۔ جو محل اعتراض جگہ ہوتی ہے وہاں بھی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ اعتراض غلط ہو اور دوسری یہ کہ اعتراض صحیح ہو مگر وہ بات نادرست ہو جس پر اعتراض پڑتا ہے۔ مگر درود تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا ہے اور آپ نے ہی نہیں سکھایا بلکہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اب ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ درود میں غلطی ہے سا اس وجہ سے دوسرا پہلو ہی اختیار کرنا پڑے گا کہ ایسی جگہ پر اعتراض کیا جاتا ہے جو محل اعتراض نہیں ہے اس کے بھی دو پہلو ہیں ایک یہ کہ جن معنوں کے لحاظ سے اعتراض کیا جاتا ہے وہ غلط ہیں۔ یا یہ کہ وہ معنی تو صحیح ہیں مگر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ غلط ہے مگر ہم جتنا بھی غور کرتے ہیں یہ اعتراض غلط معلوم نہیں ہوتا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ [illegible] رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں اور اللہ تعالےٰ نے کھلے لفظوں میں سب انبیاء سے افضل آپ کو بتایا ہے۔ کیونکہ

اکمل اور اتم دین

آپ کو ہی دیا گیا۔ اور ممکن نہیں کہ بڑا کام چھوٹے کے سپرد کیا جائے اور چھوٹا کام بڑے آدمی کے۔ بڑا کام بڑے کو ہی دیا جاتا ہے اور چھوٹا چھوٹے کو۔ کبھی کوئی عقلمند یہ نہ کرے گا کہ کمہار کا کام تو ایک تعلیم یافتہ آدمی کے سپرد کر دے اور وزیر کا کام کمہار کے سپرد۔ کوئی بادشاہ نہیں کرے گا کہ وزیر کا کام ایک معمولی آدمی کے سپرد کر دے اور وزیر کو کسی ادنیٰ سے کام پر لگا دے حتیٰ کہ وہ یہ بھی نہ کرے گا کہ وزیر بننے کے لائق انسان کو وزیر بنا لے اور وزیر کو وزیر اعظم بنا دے۔ جب کوئی انسان اس طرح نہیں کر سکتا تو اللہ تعالےٰ سے کس طرح ممکن ہے کہ جو نبی خاتم النبیین ہونے کی قابلیت رکھتا تھا اسے نبی بنا دے اور جو نبی ہونے کی قابلیت رکھتا تھا اسے خاتم النبیین کا درجہ دے دے۔ اگر یہ مانا جاتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام سب انبیاء سے بڑا تھا۔ آپ کو کامل شریعت دی گئی۔ آپ کو وہ مقام شفاعت عطا ہوا جو کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا تو پھر یہ سمجھنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا کسی اور نبی کو آپ پر فضیلت حاصل تھی۔ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض نہیں بلکہ خدا تعالےٰ پر اعتراض ہے کہ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کام تو سب انبیاء سے بڑھ کر سپرد کیا مگر سب سے بڑا درجہ نہ دیا۔

پس میں یہ مانتا ہوں کہ اعتراض غلط نہیں ہے۔ مگر اس صورت میں ہمارے لئے یہی پہلو رہ جاتا ہے کہ جو معنی سمجھے جاتے ہیں وہ غلط ہیں اور اصل معنی و مفہوم کچھ اور ہے۔

اس کے لئے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اعتراض کس لحاظ سے پڑتا ہے۔ اعتراض پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیمؑ کی

ذاتی فضیلت

کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات چونکہ اعلےٰ ہے اس لئے درود میں یہ دعا کرنے سے کہ آپ کی ذات کو وہ کچھ دیا جائے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا۔ اس سے آپ کی ہتک ہے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ذاتی فضیلت کے علاوہ اور بھی کئی باتیں ہوا کرتی ہیں جو درجہ کی بلندی کا ثبوت ہوتی ہیں۔ اور جبکہ ذاتی فضیلت کے لحاظ سے اعتراض پڑتا ہے اُدھر قرآن کریم میں درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود پڑھنے کا طریق بھی بتایا ہے تو پھر دیکھنا یہ چاہیئے کہ کس طرح اور کس لحاظ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور درود پر اعتراض نہیں پڑتا۔

قرآن کریم کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق دو قسم کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو ذاتی جیسے مثلاً یہ کہ ابراہیمؑ حلیم ہے۔ اواب ہے۔ صدیق ہے۔ وعدہ کا پکا ہے۔ مقرب ہے۔ ان فضیلتوں کے لحاظ سے لازماً ماننا پڑے گا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑھ کر تھے۔ ورنہ آپ خاتم النبیین اور سید ولد آدم نہیں ہو سکتے۔ مگر ایک چیز حضرت ابراہیم میں ایسی پائی جاتی ہے جو ان کی ذاتی خوبی نہیں بلکہ ان کی قوم کی فضیلت ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ

کہ ہم نے ابراہیمؑ کو ہی نبوت نہیں دی تھی بلکہ اس کی ذریت کو بھی بڑا درجہ دیا تھا۔ ان میں نبوت رکھ دی تھی۔ یہ وہ فضیلت ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی نسل کو خاص طور پر حاصل ہوئی کہ اس میں نبوت رکھی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ہم

ایک اور بات

دیکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے دعا مانگی ہے کہ

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک (۲-۱۳۱)

کہ میری اور اسمٰعیل کی اولاد سے امت مسلمہ پیدا کر دے۔ اب دیکھو حضرت ابراہیمؑ یہ دعا مانگتے ہیں کہ ان کی امت مسلمہ ہو۔

خدا تعالیٰ نے اس دعا کو اس رنگ میں قبول کیا ہے کہ ہم نبیوں کی جماعت پیدا کریں گے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے جو مانگا اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ نے دیا۔ اس سے کیا معلوم ہوتا ہے یہ کہ خدا تعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ سلوک تھا کہ آپ نے جو مانگا خدا تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر دیا۔ سوائے اس کے جو اس کی سنت اور منشاء کے مقابلہ میں آ کر ٹکرانے والا تھا۔ ایسے موقعہ پر بے شک انکار کر دیا ورنہ ان سے یہ معاملہ ہوا کہ انہوں نے مانگے مسلم اور خدا تعالیٰ نے دیئے نبی۔ اب یہی بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آ ور درود کے یہ معنی کر دو کہ خدایا جو معاملہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا وہی محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرنا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو مانگا اس سے بڑھ کر ان کو دیا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مانگا اس سے بڑھ کر دینا۔ اب

درجہ کے لحاظ سے فرق

یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عرفان کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عرفان کے مطابق۔ کیونکہ جتنی جتنی معرفت ہوتی ہے۔ اس کے مطابق مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ایک چھوٹا بچہ پیسہ مانگتا ہے۔ لیکن جب ذرا بڑا ہوتا ہے۔ تو مٹھائی مانگنے لگتا ہے۔ جب جوان ہونے پر آتا ہے تو اچھے کپڑے طلب کرتا ہے۔ جب اس سے اوپر جاتا ہے تو یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ماں باپ اس کی کسی اچھی جگہ شادی کریں۔ پھر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اسے جائداد کا حصہ دے دیا جائے۔ غرض جوں جوں عرفان بڑھتا ہے مطالبہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اسی طرح جتنا کسی کا خدا تعالیٰ کے متعلق عرفان ہوتا ہے اسی کے مطابق وہ دعا کرتا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑھے ہوئے تھے تو یقینی بات ہے کہ آپ کی دعائیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں سے بڑھی ہوئی ہوں گی۔ اور درود میں جو دعا مانگی جاتی ہے۔ اس کا

صحیح مطلب

یہ ہوا۔ الٰہی حضرت ابراہیمؑ نے آپ سے جو مانگا انہیں آپ نے اس سے بڑھ کر دیا اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگا ہے بھی اس سے بڑھ کر عطا کیجئے۔ دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہوئے کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بڑھ کر دیا جائے۔ اور وہ چیز جس کے لئے حضرت ابراہیمؑ سے بڑھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دینے کی دعا کی گئی ہے۔ یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امت مسلمہ مانگی۔ ان کی نسل میں نبوت قائم کر دی گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کے لئے ان سے بڑھ کر نعمت دی جائے۔

اس نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے درود کو دیکھو تو معلوم ہو سکتا ہے کہ کتنے عظیم الشان مدارج کے حصول کے لئے اس میں دعا سکھائی گئی ہے۔ اور جب ہم درود پڑھتے ہیں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر احسان نہیں کر رہے ہوتے بلکہ اپنے لئے دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی ترقی کی دعا ہے اور اتنی

جامع دعا

ہے کہ اس سے بڑھ کر خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ اس میں یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ رحمتیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوئیں۔ ان سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نازل کی جائیں۔ یعنی جس طرح ان کو مانگنے سے بڑھ کر دیا گیا اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ مانگا اس سے بڑھ کر دیا جائے۔ چونکہ وسعت فیض کے لحاظ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں بڑھی ہوئی تھیں اس لئے ان سے بڑھ کر دینے کا یہ مطلب ہوا کہ آپ کی شان سب سے بڑھی ہوئی تھی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواہش کی کہ

ایک بچہ ملے

جو نسل چلائے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں فرمایا میں تیری نسل کو اتنا بڑھاؤں گا کہ جس طرح آسمان کے ستارے نہیں گنے نہیں جاتے اسی طرح وہ بھی گنی نہ جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچہ نہ مانگا۔ بلکہ یہ فرمایا۔ انی مکاثر بکم الامم کہ میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی زیادہ امت دی۔

پس درود کی دعا کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں ان کی امت کے متعلق ایسے بڑھ کر قبول ہوئیں۔ جس قدر کہ کی گئی تھیں۔ اسی طرح امت محمدیہ کو کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے ان دعاؤں سے بڑھ کر دیا جائے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہیں۔

اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے

درود کیوں رکھا

مسلمان یہ دعائیں کر سکتے تھے کہ جو کچھ پہلی امتوں کو ملا اس سے بڑھ کر انہیں دیا جائے میرے نزدیک درود کے ذریعہ دعا سکھانے میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو دھوکا لگنے والا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو جو کچھ ملا وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کو نہیں مل سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو خدا نے فرمایا تھا کہ ہم تمہاری ذریت میں نبوت رکھتے ہیں مگر مسلمانوں نے یہ دھوکا کھانا تھا کہ امت محمدیہ اس نعمت سے محروم کر دی گئی۔ اور اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہوتی تھی اس لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو ملا اس سے بڑھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو ملے اور اس میں نبوت بھی آ گئی۔ پس جب کوئی مسلمان

درود کی دعا

پڑھتا ہے تو گویا یہ کہتا ہے کہ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ کا جو وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تھا۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں بھی پورا ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چونکہ جسمانی ذریت بھی تھی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی جسمانی بیٹا نہ تھا۔ اس لئے خیال کیا جا سکتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو وعدہ کیا گیا وہ یہاں پورا نہ ہو گا۔ اس خیال کو دور کرنے کے لئے درود کے ذریعہ یہ بتایا گیا کہ اے مسلمانو! تم ہی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ہو تمہیں یہ انعام دیا جا سکتا ہے۔

پس درود میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو دیا گیا۔ اس سے بڑھ کر ہمیں دے۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں جو نبی آئے وہ

ابراہیمی سلسلہ کے نبیوں سے بڑھ کر

ہو۔ ہاں ان میں یہ فرق بھی ہو گا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی ذریت میں نبوت رکھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جسمانی ذریت میں کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ظاہر ہونا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اگر مومن سے کسی کو جسمانی رشتہ ہو تو اس کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل کو جو نبوت ملی۔ اس میں جسمانی رشتہ کا بھی لحاظ رکھا گیا تھا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر جو فیض ہوا وہ صرف

روحانی تعلق

کی وجہ سے اور روحانیت میں کمال حاصل کرنے کے باعث ہوا۔

پس درود مسلمانوں کو یہ بتانے کے لئے ہے کہ تمہارے اندر ان نعمتوں سے بڑھ کر جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت پر جاری ہوئے جاری رہیں گے۔ اور یہ دعا مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے تھی کہ تمہیں وہ کچھ ملنا ہے جو پہلوں سے بڑھ کر ہو گا۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایسا ہی ہوا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر عرفان کس کو ہو سکتا ہے۔ اور آپ نے اپنی امت کے لئے کیا کیا دعائیں نہ کی ہوں گی مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ نے آپ کی امت سے یہ دعا کرائی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے مانگنے سے بڑھ کر دیا اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دعائیں کیں ان سے بڑھ کر دیا جائے۔ یہ کیسی جامع دعا ہے اس سے بڑھ کر کوئی کیا مانگ سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کہتے چلے آئے ہیں کہ

روحانی ترقی کا گر

درود ہے۔ یہ سن کر نادان کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رحمت اور برکت درود میں مانگی جاتی ہے۔ اپنے لئے اس میں کیا ہے کہ اس کے ذریعہ روحانی ترقی ہو سکتی ہے مگر درود دراصل اپنے ہی لئے دعا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت دے کر اس دعا کی وسعت اور جامعیت کو اور زیادہ بڑھا دیا گیا ہے پس

درود بہترین دعا ہے

اور اس پر جتنا زور دیا جائے۔ اتنا ہی تھوڑا ہے میں سمجھتا ہوں اس نکتہ کو یاد رکھ کر اگر کوئی درود پڑھے گا تو اسے دعاؤں میں خاص لطف اور مزہ آئے گا کیونکہ اب پڑھنے والے کے لئے اس کے الفاظ کروڑ

چیستان اور معمہ نہیں

بلکہ خدا تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے کھلا ہوا راستہ ہے۔ غور و فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ خدا اور رسول کی طرف سے جتنی باتیں سکھائی گئی ہیں۔ ان میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔ انسان اپنی نادانی سے انہیں قابل اعتراض سمجھتا ہے۔ مگر وہ بڑی بڑی برکتیں اپنے اندر رکھتی ہیں۔

(الفضل ۶/۷/۴۲ — ۳۱)

مشرقی نائیجیریا (افریقہ) میں تبلیغ اسلام

مختلف مقامات پر نئی جماعتوں کا قیام ٭ کامیاب مناظرہ ٭ خانۂ خدا کی تعمیر

درس تدریس کا سلسلہ ٭ اسلامی لٹریچر کی اشاعت ٭ تعلیمی اداروں میں اسلام کے متعلق تقاریر

از مکرم [illegible] سعید الدین صاحب مبلغ مشرقی نائیجیریا

نائیجیریا

فیڈریشن آف نائیجیریا جس کا رقبہ پاکستان سے قدرے زیادہ ہے۔ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ شمالی، مغربی اور مشرقی۔ شمالی نائیجیریا باقی دو حصوں کی نسبت بہت بڑا ہے۔ اس کی آبادی دو کروڑ بیس لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے جس کی غالب اکثریت مسلمان ہے۔ مغربی نائیجیریا کے لوگ قریباً نصف عیسائی اور نصف مسلمان ہیں۔ مشرقی نائیجیریا کی آبادی ایک کروڑ سے کچھ زیادہ ہے۔ یہاں غالباً ۹۰ فیصد لوگ عیسائی ہیں۔ باقی مشرک ہیں۔ چند بڑے شہروں میں کچھ مسلمان بھی ہیں۔ لیکن وہ شمالی یا مشرقی حصوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور تجارت وغیرہ کی غرض سے یہاں رہائش رکھتے ہیں۔ مشرقی نائیجیریا کے مقامی لوگوں میں صرف شاذ کے طور پر کہیں کہیں اکا دکا مسلمان نظر آتے ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ماضی میں یہ حصہ اسلامی اثر و نفوذ سے کلی طور پر الگ تھلگ رہا۔ یہاں کے سب لوگ مشرک ہی رہے اور جب انگریزی حکومت اور عیسائی مشنری یہاں آئے۔ تو انہوں نے اپنی تبلیغ سکولوں اور ہسپتالوں کے ذریعہ اکثریت کو عیسائی بنا لیا عیسائی تنظیموں میں رومن کیتھولک فرقہ یہاں کی اکثریت ہے۔ اکثر سکول وغیرہ انہی کے قبضہ میں ہیں۔

تبلیغی پس منظر اور مشن کا قیام

ہمارے مشنز مغربی اور شمالی نائیجیریا میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے دیر سے قائم ہیں۔ اور بلا کی بدولت ترقی پر ہیں۔ لیکن مشرقی نائیجیریا اب تک خالی تھا اور نہ ہی ہمارا کوئی مبلغ یہاں متعین تھا۔ غالباً مکرم حکیم فضل الرحمن صاحب مرحوم نے اپنے قیام نائیجیریا کے دوران کسی وقت اس حصہ کا بھی دورہ فرمایا اور بعض شہروں میں تبلیغی لیکچرز دیئے۔ لیکن مستقل طور پر یہاں ہمارے کسی مبلغ کی رہائش نہیں رہی۔ گزشتہ سال کے آخری ایام میں خاکسار کی مشرقی نائیجیریا کے لئے تقرری ہوئی چنانچہ میں نے یہاں آکر کام شروع کیا۔ مختلف شہروں کا دورہ کیا اور لیکچرز وغیرہ دیئے خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے اس سال کے شروع تک تین چار جگہوں پر کچھ لوگ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور اس طرح احمدیہ مشن نائیجیریا کے اس حصہ میں بھی قائم ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جنوری کے مہینہ میں جبکہ ہم سب اپنی سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لئے لیگوس میں تھے۔ مشرقی نائیجیریا کے ان نو مبائعین کی طرف سے ہمیں یہ اطلاع ملی کہ لیگوس سے ہمارے مخالف کچھ لوگ یہاں آئے اور ہمارے خلاف بہت کچھ کہہ کر نیز روپیہ وغیرہ کا لالچ دے کر لوگوں کو بدراہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی محترم امیر صاحب سے مشورہ کر کے میں فوراً یہاں آ گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں خدا تعالیٰ نے ہمیں لوگوں کی پھیلائی ہوئی بدگمانیوں کو دور کرنے میں کامیابی دی اور مخالفین اپنے ارادوں میں ناکام ہوئے۔

Onitsha شہر میں ہمارے غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے کافی مخالفت ہوئی۔ جنوری کے آخر میں ان لوگوں نے اپنا ایک عالم منگوایا اور ہم سے مناظرہ پر بہت اصرار کیا۔ چنانچہ ۲۴ جنوری کی شب کو میں نے اس عالم سے بعض اختلافی امور پر مناظرہ کیا۔ اجلاس کا انتظام کھلی جگہ میں تھا۔ لوگ بڑی کثرت سے شامل ہوئے۔ دو گھنٹہ سے زائد وقت تک بحث جاری رہی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا لوگوں پر بڑا اچھا اثر پڑا۔ ایک تو تھوڑے وقت میں ہماری تبلیغ بہت سے لوگوں تک پہنچ گئی دوسرے لوگ ہمارے دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔

مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر

اب تک تو میں مختلف جگہوں کے دورہ پر ہی رہا۔ لیکن مستقل رہائش کی جگہ اور ہیڈ کوارٹر کا انتخاب ایک ضروری امر تھا۔ اس غرض کے لئے ہم نے [illegible] نامی ایک جگہ چنا۔ اس انتخاب کی اہم وجہ یہ تھی کہ ہمارے نئے احمدی بھائیوں کی کثرت اسی جگہ کے قرب و جوار میں ہے۔ یوں بھی یہ جگہ مشرقی نائیجیریا کے زیباً وسط میں ہے۔ [illegible] ضلع کا صدر مقام ہے۔ ہمارے احباب نے یہاں زمین خرید کر اب مسجد کی تعمیر شروع کر رکھی ہے اور کافی روپیہ اس پر خرچ کیا ہے خیال ہے کہ تکمیل پر یہ مسجد اپنی وسعت نفاست اور عمدہ عمارت کی مجموعی خوبیوں کے لحاظ سے نائیجیریا بھر میں نمبر ایک احمدیہ مسجد ہوگی مسجد کے علاوہ اب مشن ہاؤس اور لائبریری بھی زیر تعمیر ہیں۔

رمضان سے چند روز پہلے میں نے یہاں آکر رہائش اختیار کی اور تبلیغی و تربیتی کام شروع کیا۔ ایک جگہ نماز با جماعت کا انتظام کیا۔ رمضان المبارک شروع ہونے پر نماز تراویح اور درس القرآن مجید کا باقاعدگی سے اہتمام کیا۔ ہر روز نماز عصر کے بعد قرآن مجید کا درس دیا جاتا۔ دوستوں کو سوالات پوچھنے کا موقعہ دیا جاتا رہا۔ دوست بڑی دلچسپی سے درس میں شمولیت کے لئے تشریف لاتے رہے۔ ان میں سے کئی احباب کافی فاصلہ طے کر کے آتے تھے۔ چند مستورات بھی درس میں شامل ہوتی رہیں۔

نماز عید

عید کی نماز ادا کرنے کا انتظام ہم نے اس جگہ کیا جہاں مسجد زیر تعمیر ہے۔ اس علاقہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ مسلمان یہاں نماز عید کے لئے جمع ہوئے۔ گویا مقامی لوگوں کے لئے یہ بالکل ایک نئی بات تھی۔ کافی لوگ اور سکولوں کے طلباء اس جگہ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اور دیر تک ہمیں نماز ادا کرتے دیکھتے رہے۔

یہاں کے عیسائی اور مشرک لوگ نماز میں سجدہ کرنے کو بڑی انوکھی بات خیال کرتے ہیں۔ نماز کے بعد خطبہ میں میں نے اسلامی تہواروں کا پس منظر اور فلاسفی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ان کی حقیقی غایت خدا تعالیٰ کی صحیح عبادت اور اس کے دین کی خدمت میں ہی مضمر ہے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ کی روشنی میں احباب کے لئے یہ بات واضح کی کہ ایک حقیقی مسلمان کے لئے پوری خوشی کا موقعہ تب ہی پیدا ہو سکتا ہے کہ جب اسلام دین اسلام دنیا کے کونے کونے میں پھیل کر غلبہ حاصل کر لے۔ اس بارہ میں احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔ دعا کے بعد دوست تکبیر کہتے ہوئے جلوس کی شکل میں گھروں کو روانہ ہوئے۔ مجموعی حاضری قریباً پچاس تھی۔

رات کو ایک دعوت کا اہتمام کر کے ڈسٹرکٹ آفیسر اور چند دیگر افسران و معززین کو مدعو کیا۔ انہیں اسلام سے روشناس کرایا۔ بعد ازاں انہیں اسلامی لٹریچر تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا۔

لٹریچر کی تقسیم

زیر نظر رپورٹ میں عیسائیت کے متعلق جماعت کا شائع کردہ لٹریچر وسیع طور پر اس علاقہ میں تقسیم کیا گیا۔ لوگوں نے Points Atonement Jesus in Kashmir میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔

رمضان کے روزے کے تعلق میں ایک مضمون لکھ کر ٹریکٹ شائع کیا۔ اور اس کی ... کاپیاں اپنے ممبروں اور دیگر لوگوں میں تقسیم کیں۔ اسی طرح مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ایک مضمون لکھ کر اس کی ۲۰۰ کاپیاں تیار کیں۔ اور مختلف موقعوں پر عیسائی لوگوں میں تقسیم کیں۔

تقاریر

سرکاری دفاتر اور سکولوں میں جا کر لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور مطالعہ کے لئے اپنا لٹریچر دیا جاتا رہا۔ میری جائے قیام پر وقتاً فوقتاً بہت سے عیسائی احباب تشریف لاتے ان سے باہمی تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ عیسائی سکولوں نے ایک خصوصی اجتماع میں شامل ہو کر زبانی اور بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچایا۔

اپنے احباب کی تربیت کا خاص خیال رکھا گیا۔ ہر روز انہیں اسلام و احمدیت کے متعلق معلومات بہم پہنچائی جاتی رہیں۔ چونکہ ان میں سے اکثر اسلام قبول کرنے

> "مسلمانوں کو یہ تو حق حاصل ہے کہ وہ کہیں کہ نبوت وغیرہ مسائل میں احمدیوں سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن یہ کہہ کر وہ بڑی زیادتی کرتے ہیں کہ احمدی مسلمان ہی نہیں۔ یہاں اگر معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی اصل خدمت تو احمدی لوگ ہی کر رہے ہیں!"
>
> (ایک معزز غیر احمدی)

پہلے عیسائی تھے۔ اس لئے انہیں اسلام کی ابتدائی باتیں سکھانے کی بھی ضرورت ہے۔ چنانچہ انہیں وضو کا طریق نماز پڑھنے کا طریق نیز نماز کے الفاظ اور دعائیں وغیرہ سکھائی گئیں۔

بعض معززین کی آمد

عرصہ زیر رپورٹ میں بعض معززین بھی ہمارے ہاں تشریف لائے۔ نائیجیریا میں امریکی سفارت خانہ کے ایک آدمی اپنے مشرقی نائیجیریا کے دوران ہمارے پاس آئے۔ یہاں مشن کے کام کے متعلق بھی معلومات حاصل کیں۔ لیگوس واپس جاکر انہوں نے اس علاقہ میں احمدیہ مشن کے کام کی تعریف کی۔ ABA شہر سے دو تین دفعہ چند یوسا معززین آئے اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق واقفیت حاصل کی۔ یہاں سے چالیس میل دور ایک جگہ ہمارے ایک تجربہ کار پاکستانی ڈاکٹر ملازم ہیں۔ ان سے وہاں کئی دفعہ ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ وہ بھی یہاں تشریف لائے اور کچھ وقت ہمارے پاس قیام کیا۔ شروع میں ان کے خیالات احمدیت کے متعلق اچھے نہ تھے۔ لیکن اب ملک میں ہمارے مشن کے کام دیکھ کر ان میں کافی تبدیلی نظر آتی ہے۔ ایک موقعہ پر انہوں نے کہا کہ

”مسلمانوں کو یہ تو حق حاصل ہے کہ وہ کہیں کہ ہم نبوت وغیرہ مسائل میں احمدیوں سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن یہ کہہ کر وہ بڑی زیادتی کرتے ہیں کہ احمدی مسلمان ہی نہیں یہاں آکر معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی اصل خدمت تو احمدی لوگ ہی کر رہے ہیں۔“

(الفضل ۳ راگست ۱۹۶۳ء)

درخواست دعا

میرا بھانجا عزیزم سلیم احمد عباسی اوور سیر ایک حادثہ میں کہنے کی ہڈی ٹوٹ جانے سے صاحب فراش ہے گو ہسپتال سے ڈسچارج ہو چکا ہے مگر فی الحال چلنے کے ابھی قابل نہیں ہوا۔ احباب اس کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار قاضی عبدالحمید درویش قادیان

مدینہ منورہ کے درمیان اُونٹ بیکار ہو چکے!

(بقیہ صفحہ اوّل)

حضورؑ نے فرمایا ہے کہ حدیث کے لفظ میں اُونٹوں کی بیکاری میں نئی سواری کے جاری ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ رہا یہ کہ آپ نے جو تحریر فرمایا کہ اونٹوں کا نام و نشان نہ رہے گا یہ ایک حد تک واضح رنگ میں پورا ہو چکا ہے۔ مرکز اسلام مکہ اور مدینہ میں اب اونٹ کا واقعی نام و نشان نہیں رہا۔ اور یہ بات ہم اپنے پاس سے نہیں کہتے۔ وہاں پر ہر جانے والا اس پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھتا ہے۔ ماسوا اس کے جمعیۃ العلماء ہند کے اپنے اخبار الجمعیۃ دہلی کا اسبارہ میں اعتراف ملاحظہ فرمایئے۔ وہ لکھتا ہے:-

”مکہ مکرمہ میں صرف دو سواریاں ملتی ہیں۔ کار اور حمار (گدھا) کار تو ہر گھر کے سامنے موجود ہے۔ جو تیز خرام اور خاموش ہے۔ یہاں کا حمار بھی فربہ اور تیز رفتار ہے۔ اونٹ کی سواری تقریباً ختم ہو چکی ہے شہر میں کہیں اونٹ نہیں دیکھا گیا۔ البتہ بیرونی راہوں میں کبھی کبھی ریگستان کی اس پارینہ سواری کے قدموں کے نشان مل جاتے ہیں۔“

(الجمعیۃ ۲ راگست ۱۹۶۳ء ص ۸ کالم ۴)

پس اس سے ظاہر ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اونٹ بے کار ہو چکے ہیں۔ اور ان پر کوئی سوار نہیں ہوتا۔ اب ہر حق پسند خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ قرآن و حدیث کی یہ عظیم الشان پیشگوئی جو مسیح موعود کی علامت قرار دی گئی ہے واضح رنگ میں پوری ہو کر آپ کی صداقت کا زندہ ثبوت بن چکی ہے۔

مبارک ہے وہ انسان جو ایسے نشانات کو دیکھتا اور اُس کے مطابق اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ اور وقت کے مامور کی جماعت میں شامل ہو کر اسلام کی خدمت و اشاعت میں عملاً حصہ دار بنتا ہے۔

عزیز عبدالسلام کی صحت یابی اور شکریۂ احباب

(مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ افریقہ)

گذشتہ دنوں برادرم مکرم نذیر احمد صاحب ڈار سپرنٹنڈنٹ پولیس آف ٹانگانیکا مشرقی افریقہ حال کراچی کے لڑکے کے دل کا اپریشن امریکہ کے ماہر ڈاکٹروں نے کراچی میں کیا تھا اور خاکسار نے اپریشن کی کامیابی اور عزیز موصوف کی صحتیابی کے لئے درخواست دعا شائع کرائی تھی۔ اس کے بعد سے احباب عزیز موصوف کی صحت کے متعلق بکثرت دریافت کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اپریشن کامیاب رہا۔ اور اب عزیز بفضلہ تعالےٰ صحت یاب ہو گیا ہے اور خداوند کریم نے اس کو اپنے دستِ قدرت سے نئی زندگی عطا فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

برادرم مکرم نذیر احمد صاحب ڈار نے خط میں اپریشن کی جو تفصیل لکھی ہے وہ بہت حیران کن ہے۔ ڈاکٹروں نے پہلے چھاتی کو کھولا پھر مریض کو بجلی کے مصنوعی دل پر ڈال دیا۔ جب بجلی کے دل نے کام شروع کر دیا تو انسانی دل کی حرکت کو بند کر کے اسے چیر کر کھولا۔ اور ضروری مرمت کی گئی اس کے بعد جراحت شدہ دل کو سی کر اسے چلایا گیا اور آہستہ آہستہ بجلی کا دل بند کر دیا گیا۔ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے کیونکہ اس کے اذن کے بغیر کوئی شفایاب نہیں ہو سکتا۔ علاج کے سب سامان اسی کے پیدا کردہ ہیں۔

میں ان سب بزرگوں اور احباب کا جنہوں نے عزیز موصوف کے آپریشن کی کامیابی اور صحت یابی کے لئے دعائیں کیں۔ اور جن کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے عزیز کو شفا عطا فرمائی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور دین و دنیا میں اپنے فضلوں اور انعاموں سے نوازے۔ نیز درخواست ہے کہ احباب عزیز کو آئندہ بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ اُسے اپنے خاص حفظ و امان میں رکھے اور اس کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

(شیخ مبارک احمد)

مُبارک وِلادت

مظفرپور ۲۷ رجولائی۔ جماعت کے ایک مخلص نوجوان محترم پروفیسر شہاب احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نام ”مبارک احمد“ رکھا گیا ہے۔ مولود محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب کا نواسہ اور محترم سید داؤد احمد صاحب کا بھانجا ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صحابہ عظام، درویشان کرام اور احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر اور دینی اور دنیوی انعامات سے وافر حصہ عطا فرماوے آمین۔

نیز اپنے خاص الخاص فضل سے محترم سید داؤد احمد صاحب کو بھی صالح، نیک اور خادم دین اولاد نرینہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

اس خوشی کے موقعہ پر متعلقین احباب نے مندرجہ ذیل مدات میں چندہ عطا فرمایا:-

۱۔ محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب شکرانہ فنڈ۔ ۱۵ روپے۔ اعانت بدر ۱۵ روپے۔

۲۔ محترم سید داؤد احمد صاحب شکرانہ فنڈ۔ ۱۵ روپے

۳۔ پروفیسر شہاب احمد صاحب بسلسلہ ملازمت مظفرپور سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ وہ انشاء اللہ ہمراہ واپسی ان مدات میں چندہ ارسال فرمادیں گے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
مظفرپور (بہار)

قسط نمبر ۶

متحدہ ہندوستان میں مسیحیت اور اس کا دفاع

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بمبئی

تحریک مسیحیت کا پس منظر مسیحی عقائد و تعلیمات پر غور کرنے سے پہلے ذرا ہمیں تحریک مسیحیت اور اس کا پس منظر پر غور کرنا چاہیئے۔

نئے عہد نامے کی اندرونی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں جناب یسوع مسیح کی بعثت ہوئی۔ اُمتِ موسوی بہت سے فرقوں میں بٹ چکی تھی۔ ہر فرقے کے الگ الگ مذہبی پیشوا تھے۔ اور وہ سب اپنی مرضی کے مطابق تورات کی تفسیر و تشریح کیا کرتے تھے۔ ان فرقوں میں فریسی، فقیہی اور صدوقی مشہور و معروف ہیں۔ ان تینوں فرقوں کو سلسلہ موسوی کا مقلد، غیر مقلد اور نیچری فرقہ کہنا چاہیئے۔ جناب یسوع مسیح کے نزدیک یہ سب راہِ اعتدال سے منحرف ہو گئے تھے اور ان کے ذریعہ شریعت موسوی میں بہت سی نامعلوم و ناپسندیدہ باتیں داخل ہو گئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے ان کے خلاف ایک اصلاحی تحریک چلائی۔ اسی کو تحریکِ مسیحیت بولتے ہیں۔

تاریخ مذاہب میں رابطہ ان امور کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام مذہبی تاریخوں میں ایک رابطہ و تعلق پایا جاتا ہے۔ اہلِ مذاہب ایک ہی نشیب و فراز سے گزرتے ہیں۔ اور امتداد زمانہ یا بیرونی اثرات ایک ہی طرح ان کی ذہنی صلاحیت اور قوتِ فکر پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ہم اگر امت محمدیہ کی ۱۴ سو سالہ تاریخ پر نظر ڈالیں اور پھر اس دور کے اہم تغیرات و واقعات کا موسوی امت کے حالات سے مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں قوموں کی تاریخ ایک دور سے گزرتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ زمانہ ترقی پذیر ہے اس لئے عموماً پچھلا واقعہ اگلے واقعہ سے زیادہ ہمہ گیر و مؤثر صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی جگہ اپنی امت کا موسوی امت سے مقابلہ کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ نیکی ہو یا بدی عمل میدانوں میں میری امت موسوی امت سے گوئے سبقت لے جائے گی۔

خصوصاً جب ہم ان دونوں امتوں کی ہزار سالہ اور اس کے بعد کی تاریخ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی مذہبی تاریخ میں بڑی گہری یکسانیت پائی جاتی ہے۔

موسوی و محمدی سلسلہ کے عروج و زوال موسوی امت

ایک ہزار سال تک فلسطین، مصر اور چند دوسرے ممالک کی سیاست و مذہب پر مختلف اوقات میں اثر انداز رہی۔ لیکن تین سو سال قبل مسیح سے یہ امت مسلسل حوادث کا شکار ہونے لگی۔ ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی تھی کہ دوسری آ پہنچتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ امت سلسلہ موسوی کی چودھویں صدی میں پہنچتے پہنچتے سیاسی اور اخلاقی اعتبار سے بالکل مفلس و ناکارہ ہو گئی۔ امت محمدیہ کی تاریخ بھی ایسے ہی حالات سے گذرتی ہے۔ ایک ہزار سال تک یہ امت بھی دنیا کی سیاست و مذہب پر حاوی تاریخ بھی ایسے ہی حالات سے گذرتی ہے۔ ایک ہزار سال تک یہ امت بھی دنیا کی سیاست و مذہب پر حاوی رہی لیکن گیارھویں صدی ہجری سے یہ آہستہ آہستہ ہر میدان میں اپنے حریفوں کے مقابل شکست کھانے لگی۔ اور تیرھویں صدی ہجری کے آخری دور میں بالکل مغلوب ہو گئی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۵۷ء کے خونی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ گویا یہ الٰہی میں یہی تاریخ اسلامیان ہند بلکہ مسلمانانِ عالم کی تباہی کے لئے مقدر تھی۔ آپ نے قرآن شریف کی آیت وانا علٰی ذھاب بہ لقٰدرون سے بقاعدہ ابجد یہ استدلال کیا ہے۔

زمانہ احیاء تجدید دین ہر قوم کی مذہبی تاریخ میں ایک زمانہ احیاء تجدید دین کا زمانہ کہلاتا ہے۔ ایسے ہی زمانہ میں کوئی مصلح پیدا ہو کر قوم میں زندگی اور عمل کی نئی روح پھونک دیتا ہے۔ سلسلہ موسوی و سلسلہ محمدی یہ دونوں عظیم سلسلے تاریخ کے اس دور سے گذر چکے ہیں۔

مسیحیت کی اس تاریخ سے عیاں ہے کہ جناب یسوع مسیح یہودیوں کے ایک مصلح بن کر مبعوث ہوئے تھے۔ اور انہوں نے جو تحریک چلائی۔ وہ ایک اصلاحی تحریک تھی۔ ان کا دعویٰ بھی یہی تھا کہ میں یہودیوں میں تورات کا نفاذ کرنے آیا ہوں۔

اسینزی فرقہ جناب مسیح کے زمانے میں ان فرقوں کے علاوہ اور ایک فرقہ تھا۔ اس کو اسینزی فرقہ کہتے ہیں۔ یہ لوگ دراصل ایک خفیہ انجمن کے ممبر ہوتے تھے۔ یہ تورات کے ظاہری احکام پر بہت سختی سے عمل کرتے تھے۔ اور قوم کے نزدیک متقی و راستباز سمجھے جاتے تھے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے یعنی حضرت یحیٰ علیہ السلام بھی اسی فرقے کے ایک ممبر تھے۔ جناب مسیح کا بھی اس فرقے سے تعلق پایا جاتا تھا۔ اسی انجمن کا ایک ممبر جو واقعہ صلیب مسیح کا چشم دید شاہد ہے۔ یسوع مسیح کو اپنے سلسلہ کا ایک بھائی قرار دیتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ان کے مخلص اور جان باز مرید دراصل اسی فرقے کے لوگ تھے مسیح کو صلیب پر سے زندہ اتارنے اور پھر ان کی حفاظت کرنے میں اسی فرقے کے نوجوانوں نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں حق پرستوں کی ایک جماعت موجود رہتی ہے یہ بھی اس زمانے کے حق پرستوں ہی کا ایک فرقہ معلوم ہوتا ہے۔

سیرتِ مسیح ناصری اس اصلاحی تحریک کی نوعیت سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہم کو جناب مسیح کی سیرت و تعلیمات کا علم ہونا چاہیئے۔ لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگرچہ اس موضوع پر حواریوں اور ان کے شاگردوں کے علاوہ دوسرے سینکڑوں مسیحی علماء قلم اٹھا چکے ہیں۔ مگر اس تمام محنت و کاوش کے باوجود ابھی تک جناب مسیح کی زندگی کے بہت سے پہلو تاریکی میں ہیں۔ مسیح کے نکتہ چینوں نے غالباً یہی ابہام و اجمال دیکھ کر یہاں تک کہا کہ انجیل کا یسوع ایک فرضی وجود ہے۔ جو محض زیبِ داستان کے لئے وضع کر لیا گیا ہے۔

لیکن سچ یہ ہے کہ مسیحیت کو اس طرح مطعون کرنا عدل و انصاف کے خلاف ہے۔ تاریخ مسیحیت کے مختلف دور سامنے رکھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ اس کے بعض پہلوؤں کا مجمل، مبہم اور تاریکی میں رہ جانا حالات کا طبعی تقاضا تھا۔ ہم تاریخ مسیحیت کا "بنو فاطمہ" کی تاریخ پر قیاس کر سکتے ہیں۔

تاریخ عیسوی و بنو فاطمہ میں مماثلت میرا خیال ہے کہ سلسلہ موسوی میں مسیحیوں کی سرگزشت ویسی ہی ہے جیسی سلسلہ محمدی میں بنو فاطمہؓ کی۔ شہیدِ کربلا کو مسیح ناصری سے مماثلت تھی۔ وہ خون جو دشت کربلا میں بہایا گیا۔ اس میں اس خون کی جھلک تھی جو کالوری میں تختۂ صلیب پر بہایا گیا۔

اسی طرح اس واقعہ ہائلہ کے بعد بنو فاطمہؓ کو جن مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ اور اس وقت تک کہ مصر میں فاطمیوں کی حکومت قائم ہوئی۔ وہ جس مصیبت و بے بسی کی زندگی گذارتے رہے۔ اس کو مسیحیوں کی اس سرگذشت سے مناسبت ہے۔ جس کی مدت واقعۂ صلیب سے لے کر قسطنطین اعظم کے بپتسمہ لینے کی مدت تک دراز ہے۔ اس لمبے عرصہ میں مسیحی کلیسیا اور بنو فاطمہؓ دونوں کی نقل و حرکت پر حکومتِ وقت سخت نگرانی کرتی رہی۔ ادھر قیصر روم مسیحیوں پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ ادھر بنو امیہ اور بنو عباس اولاد فاطمہؓ کی نقل و حرکت کی سخت نگرانی کرتے تھے۔

ان ناموافق حالات کا طبعی تقاضا تھا کہ تاریخ مسیحیت کے اوراق منتشر ہو جاتیں اور مسیحیت ایک خفیہ و زیر زمین تحریک بن جائے۔ آج جو ہم کو انجیلوں کی تعداد، آیات اور واقعات میں اختلاف نظر آتا ہے۔ اس کا سبب یہی ہے۔

حواریوں کا جوشِ تبلیغ نئے عہد نامہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ صلیب کے بعد حواریوں میں تبلیغِ مسیحیت کا ایک جذبہ موجزن ہو گیا پطرس جس نے حضرت مسیح کی گرفتاری کے وقت آگ تاپ تاپ کے ان پر لعنت بھیجی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ان کی ایمانی غیرت بھی بے قرار ہو گئی۔ اور وہ دیوانہ وار اشاعتِ مسیحیت کے لئے نکل پڑا۔ اسی طرح برنباس اور یعقوب بھی تبلیغ میں نمایاں حصہ لینے لگے۔ یہ صدرِ اول کے بزرگ تھے مسیحیت کے لئے اخلاص اور درد رکھتے تھے۔ اور مسیح کی خدائی کا اعلان کرنے کی بجائے ان کے معجزات اور اپنی روحانی قوت کے ذریعہ لوگوں پر مسیحیت کا اثر ڈالا کرتے تھے۔ ان کی کوشش خدا کی جناب میں مقبول بھی ہوئی۔ اور واقعہ صلیب کے چندی دنوں بعد تین ہزار کی ایک جمعیت نے مسیحیت قبول کی۔ ابھی مسیحی اسی خبر سے خوش ہی تھے کہ خدا نے ان کو دوسری خوشخبری سنائی۔ اور پانچ ہزار کی ایک دوسری جمعیت اس سلسلہ میں داخل ہو گئی۔ مسیحیت کی یہ مقبولیت جہاں فریسیوں اور فقیہوں وغیرہ کے لئے بے اطمینانی کا موجب بنی ہوئی تھی۔ وہیں اس کامیابی نے حواریوں کے سامنے نئے مسیحیوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ کھڑا کر دیا۔

مقدس رسولوں کی تنظیم اس کے بعد ہم کو یروشلم میں مقدس رسولوں کی ایک تنظیم کا پتہ لگتا ہے جس کے ماتحت مسیحیت کا پیغام سنانے کے لئے مختلف علاقوں میں مبلغ و مناد بھیجے جاتے تھے۔

"رسولوں کے اعمال" میں جو تفصیل آتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مسیحیوں میں قربانی کا بڑا جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ انہوں نے انجمن کی مالی امداد کرنے کے لئے امداد باہمی کے طور پر کوئی سوسائٹی قائم بنائی۔ اور وقت حاجت ادخیا کوئی نظام بھی جاری کیا

کسی نے جائداد بیچ کر دی۔ کسی نے اپنا اندوختہ پیش کیا۔ غرض وہ خدا کے حضور اپنا سب کچھ لے کر آ گئے۔

پولوس کا قبول مسیحیت

ابھی تحریک مسیحیت اسی اخلاص و قربانی کے ساتھ چل رہی تھی کہ اب اس سلسلہ میں ایک ایسا شخص داخل ہؤا۔ جو آج مسیحیت کا ایک نامور رسول کہلاتا ہے۔ اس نے آتے ہی مسیحیوں کے سامنے شریعت گناہ اور لعنت کا مسئلہ چھیڑ دیا۔

میری نظروں سے رسولوں کے اعمال میں بعض ایسے فقرے گذرے ہیں جن سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مسیحیت کا یہ رسول وجودی مسلک رکھتا تھا۔ اور گمراہ و ناداں صوفیاء کی طرح طریقت کے مقابل شریعت کو قابل ملامت قرار دیتا تھا۔ اس رسول کا اصلی نام ساؤل ہے۔ جس کو اب پولوس رسول بولتے ہیں۔

پولوس اور میمون قداح

میں جب پولوس رسول کو سامنے رکھ کر مسیحیت اور تاریخ اسلام کا مقابلہ کرتا ہوں تو مجھے اسلامی تاریخ میں بھی پولوس جیسا ایک آدمی نظر آتا ہے۔ یہ ہے فرقہ اسماعیلیہ کی معروف شخصیت میمون قداح ہے جس نے پولوس رسول کی طرح اسماعیلی سلسلہ میں "تعطیل شریعت" کا نظریہ داخل کیا۔ "حسن بن صباح" اس سلسلہ کا ایک بہت داعی گذرا ہے۔ ۵۵۹ھ میں نزاریوں کے امام "حسن" نے اسی بنیاد پر قلعہ الموت میں تعطیل شریعت کا اعلان کیا۔ رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں سبھوں کے سامنے شراب پی اور روزہ کی حرمت کا فتوے دیا۔

پولوس کی مسیحیت دشمنی

رسولوں کے اعمال میں خود "پولوس رسول" کی زبانی اس کی جو زندگی بیان کی گئی ہے۔ اس میں وہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ پہلے مسیحیت کا بڑا مخالف تھا۔ اس نے بہتیرے مسیحیوں کو قتل کرایا بعض تو کہتے ہیں کہ وہ واقعہ صلیب کے وقت بھی حضرت مسیح کی دشمنی میں پیش پیش تھا۔ اس کے قبول مسیحیت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ ... وہ جب مسیحی قیدیوں کو دمشق سے یروشلم لانے جا رہا تھا۔ تا یہاں ان کو کاہنوں کے سامنے نہایت بے دردی سے قتل کرا دے۔ تو انکو رستے ہی میں ایک نور نے گھیر لیا اور ایک آواز سنی۔ اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ ... یہ شخص دمشق پہنچا اور ... مسیحیوں میں شامل ہو گیا ... ایک حواری کو ایک بشارت نے اسکو ... منزل ... دو۔

نیا دور مظلومیت

بہر صورت یہ مسیحیت کی اندرونی ترقی کا ابتدائی زمانہ ہے۔ اس کے بعد بڑے بڑے افتاد

دو رنما ہوئے۔ تخت روم پر نیرو بیٹھا اور اس نے مسیحیت کے استیصال کا بیڑا اُٹھا لیا۔ پطرس اور یعقوب جیسے کئی بزرگ حواری نیرو کے حکم سے شہید کئے گئے۔ یہ دور مسیحیوں کے لئے بڑی کٹھن آزمائش کا دور تھا۔ قرآن کریم میں اصحاب کہف کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ اسی دور کے مسیحیوں کی داستان مظلومیت ہے۔ ان تمام ابتلاؤں کے باوجود مسیحیت ایک ترقی پذیر دور سے گذر رہی تھی۔ اور خدا ترس لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو رہے تھے۔

خطوط تالیفات و تصنیفات

سیاسی طور پر مسیحیوں کی بے بسی اور مذہبی طور پر ان کی روز افزوں ترقی اس سے دن بدن دعوۃ و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا مسئلہ اہم ہوتا گیا بزرگ حواری اور ان کے شاگرد تو شروع سے تقریر و تحریر کے ذریعہ یہ فریضہ ادا کرتے آ رہے تھے۔ مگر پطرس اور یعقوب جیسے سربرآوردہ حواریوں کی شہادت سے صورت حال اور سنگین ہو گئی۔ مسیحیت کی تبلیغ زیادہ اہمیت اختیار کر گئی مسیحیوں کو یہ اندیشہ ہؤا کہ مبادا مسیحیت کا کوئی قیمتی سرمایہ علم سینہ بن کر نہ رہ جائے۔ اس لئے اب پطرس اور پولوس کے شاگرد لوقا اور مرقس نے جناب مسیح کی سیرت و تعلیمات پر دو کتابیں مرتب کیں۔ آج یہ دونوں کتابیں "نئے عہدنامے" میں موجود ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ دوسری تغیروں کی کثرت گیری سے بالخصوص مسیحی دنیا میں بڑی ہلچل ہوگی۔ اور لوقا و مرقس کے علاوہ اور بیسیوں علماء نے اس موضوع پر روایات جمع کی ہوں گی۔ مگر افسوس کہ وہ نئے عہدنامے میں شامل نہیں کی گئیں۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ یہ دونوں سلسلہ کے مبلغ تھے اور مسیحی عوام پر ان کا گہرا اثر تھا۔ اس لئے ان کی روایات کو ترجیح دی گئی۔ ورنہ آج جو نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے دوسرے علماء نے جو انجیلیں لکھیں وہ ان سے زیادہ مستند اور مفید تھیں۔ مگر وہ اس مجلس کی سیاسی و مذہبی مصلحت کے خلاف تھیں جس نے نئے عہدنامے کے لئے ان چار انا جیل کا انتخاب کیا۔

حواریوں کی صلاحیت

نئے عہدنامے کے بیان کے مطابق جناب مسیح کے حواریوں میں بارہ حواری ممتاز درجے کے تھے۔ جناب مسیح نے ان سبھوں کو جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ مگر نئے عہدنامے میں متی۔ اور یوحنا کے علاوہ ان میں سے اور کسی حواری کی۔ انجیل نہیں پائی جاتی۔ نہ کسی کارنامے سے ان کی اعلیٰ صلاحیت

کا پتہ لگتا ہے۔ پطرس اور یہودا کا حال تو ہمیں معلوم ہے۔ پہلے نے مسیح پر لعنت بھیجی۔ اور دوسرے نے ان کو تیس روپے کے عوض دشمنوں کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ رہ گئے دس حواری تو کسی انجیل سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انھوں نے مسیح کی گرفتاری کے وقت شجاعت و استقامت کا کوئی اچھا نمونہ دکھایا ہو۔ انجیل متی میں تو صاف لکھا ہے کہ اس وقت سارے حواری بھاگ گئے علم و دانش میں ان حواریوں کا کیا حصہ تھا یہ بھی انہیں اناجیل سے ظاہر ہے۔ وہ ارواح خبیثہ کے خوف سے لرزاں رہتے تھے جھاڑ پھونک سے ان کی بیماریاں دور ہو جاتی تھیں۔ وہ کبھی کبھی چلتے پھرتے انسان کو بھی روح اور بھوت سمجھ بیٹھتے تھے۔ کیا انہیں لوگوں نے خوفناک دشمنوں کے درمیان فریضہ تبلیغ کے ادا کرنے میں عقل و پامردی کا ثبوت دیا۔ ان کے بارے میں تو نئے عہدنامے کی شہادت موجود ہے کہ یہ تو واقعہ صلیب کے بعد ہاتھ پر ہاتھ دھرے۔ مسیح کے دوبارہ ظہور کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ پھر آخر اس یاس انگیز اور حوصلہ شکن واقعہ کے بعد تمام رومی سلطنت میں مسیحیت کی تبلیغ کی مہم کیسے جاری ہو گئی؟ میرا خیال ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد مسیحیت کی باگ ڈور "اسینزی" فرقے کے مدبروں نے سنبھال لی۔ پیلاطوس سے مسیح کا جسم مانگنے والا بھی اس فرقہ کا ایک آدمی تھا۔ یعنی یوسف اور پھر مسیح کا علاج کرنے والا بھی اس انجمن کا ایک ممبر تھا یعنی حکیم "نقادیمس"۔ واقعہ صلیب کے بعد انہیں لوگوں نے پیغام مسیحیت کے پھیلانے میں بڑی مستقل مزاجی اور دوربینی کا ثبوت دیا۔ جناب مسیح کی سیرت و تعلیمات پر سب سے مستند و قابل اعتماد اسی فرقہ کی تحریر ہو سکتی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ "پولوس رسول" کی آمد کے بعد کلیساؤں سے دن بدن ان کا اثر مٹنے لگا۔ اور اب وہ فرقہ ابھر آیا۔ جو تثلیث الوہیت مسیح اور کفارہ پر اعتقاد رکھتا تھا ساتھ ہی شریعت کو لعنت اور مسیح کی موت کو لعنت کی موت کہتا تھا۔

شہر نائس کی مجلس

چوتھی صدی عیسوی کے آغاز میں جب قسطنطین اعظم نے مسیحیت قبول کی اس وقت تک حواریوں اور غیر حواریوں کے بہت سے نوشتے مختلف کلیساؤں کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ انہوں نے مسیحی علماء کو دعوت دی کہ وہ ان نوشتوں میں سے ساری کلیساؤں کے لئے چند کا انتخاب کریں۔ اس دعوت کی وجہ یہ تھی کہ جب سے مسیحیت کا دروازہ مختونوں اور غیر مختونوں یعنی یہودیوں اور غیر یہودیوں دونوں کیلئے کھل گیا۔ مسیحیوں میں نئے نئے حلقے بنتے

فکر بن گئے۔ ہر سماج کی تہذیب مسیحیت میں آتی گئی۔ اور یہ رفتہ رفتہ ایک مبہم سی تحریک بن کے رہ گئی۔ قسطنطین اعظم نے یہ صورت حال دیکھ کر مسیحی علماء کی ایک مجلس طلب کی۔ تا وہ کلیساؤں کے لئے کچھ انجیلوں کا انتخاب ہوا۔ یہ انتخاب صحیح ہو یا غلط۔ اس کا یہ فائدہ ضرور محسوس کیا گیا ہے کہ کلیساؤں کے مسلک میں یک جہتی پیدا ہو گئی۔

اس انتخاب میں کیسی طرفداری سے کام لیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس میں وہی انجیلیں شامل کی گئیں جس میں خدا اور مسیح کے لئے ایک ہی قسم کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ اور واقعہ صلیب کا بھی ایک ہی طور پر ذکر کیا گیا ہے نئے عہدنامے کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصنفوں میں سے کسی کو مسیحیت کی حقیقی تاریخ کا علم نہیں تھا۔ وہ جناب مسیح اور واقعہ صلیب کے متعلق بس اتنا ہی علم رکھتے تھے۔ جتنا عام مسیحی۔ جناب مسیح کس حکمت کے ماتحت صلیب پر سے اتارے گئے قبر میں کن لوگوں نے ان کی حفاظت کی۔ اور پھر وہ کس ملک کی طرف ہجرت کر گئے ان کو ان حالات کا علم نہیں تھا۔ جناب مسیح کے برگزیدہ حواریوں نے یہ باتیں صیغۂ راز میں رکھی تھیں کاہنوں کی عداوت اور حکومت کا قانون اس کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ ان مخفی حکمتوں سے تمام حواریوں کو آگاہ کیا جائے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک صدی گزر جانے کے بعد بھی نئے عہدنامے کے مصنفوں کو ان باتوں کا علم نہیں ہو سکا۔ اسی لئے وہ مسیح کو صلیب سے اتار کے فوراً آسمان پر چڑھا دیتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں۔

غرض شہر نائس کی مجلس میں ایک مکتبۂ خیال کے کٹر مسیحیوں کو کلیسائی امور میں اقتدار حاصل ہو گیا۔ دوسرے حلقۂ فکر کے زعماء کو ابھرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ (باقی آئندہ)

مسیحی عقائد و نظریات دلائل کی کسوٹی پر

جماعت احمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام

مرتبہ مکرم مولوی محمد حسن صاحب فاضل مبلغ حیدرآباد

جماعت احمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۶۲ء بروز اتوار چار بجے شام زیر صدارت مکرم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب فاضل ایک عام جلسہ عام احمدیہ جوبلی ہال میں منعقد ہوا۔

عیسائیت کے تعلق سے منعقد ہونے والا یہ چوتھا اجلاس ہے۔ جس کی تشہیر مقامی اخباروں کے علاوہ اشتہارات کے ذریعہ تمام شہر میں کی گئی۔ خدا کے فضل و کرم سے اس جلسہ میں بھی حسب سابق غیر احمدیوں کی حاضری تسلی بخش تھی۔ علاوہ ازیں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ احمدیہ جوبلی ہال کے باہر بھی کافی تعداد میں سامعین ہماری تقاریر سے استفادہ کرتے رہے۔

اس جلسہ کا آغاز مکرم مولوی محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم منصور احمد صاحب کی نظم خوانی کے ساتھ ہوا۔

سب سے پہلی تقریر مکرم عبدالقادر صاحب احمدی سابق عیسائی مبلغ کی زیر عنوان

حضرت مسیح کا مقام خود ان کی نظر میں

ہوئی۔ موصوف نے بتایا کہ مامور ربانی کے مقام کا صحیح اندازہ اُن ہی کے اپنے اقوال اور دعاوی کے ذریعہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مامور من اللہ اور خدا کے سچے پیغمبر ہونے کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر بتایا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا (متی ۱۳/۵۷) اس بیان کے ذریعہ آپ نے واضح طور پر اپنی صداقت کی دلیل یہ بتائی کہ دیگر انبیاء کی طرح مجھے بھی اپنے وطن اور گھر میں تکلیف اور مشقت کا ملنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح نے کبھی بھی اپنے آپ کو خدا کے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا بلکہ اپنے متبعین کو حکم دیتے رہے کہ تم واحد و یگانہ خدا کی ہی پرستش کیا کرو اور اسی سے ہی دعا مانگا کرو (متی باب ۲۶ آیت ۳۶ تا ۳۹) اور کئی موقعوں پر آپ نے اپنی کمزوری اور بے بسی کا اظہار فرمایا تھا۔ جو کہ ایک خدا کے ہرگز شایان شان نہیں۔

مکرم موصوف نے اپنی تقریر کو مختلف انجیلی حوالوں اور روایتوں کی روشنی میں اس طرح ختم کیا کہ حضرت مسیحؑ کے ان ہی اقوال کے ذریعہ یہ ثابت ہے کہ آپ کو کوئی خدائی طاقت ہرگز حاصل نہ تھی چہ جائیکہ الوہیت کا مقام نصیب ہو۔ آپ نے آخر میں بتایا کہ تمام عیسائی حضرات پر لازم ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہی مقام دیں جس کا خود آپ نے دعویٰ کیا ہے۔

دوسری تقریر خاکسار کی

عیسائیوں کا مسئلہ کفارہ

کے عنوان پر ہوئی۔ خاکسار نے عیسائیوں کی طرف سے پیش کردہ کفارہ کی تعلیم کا بطلان ثابت کرتے ہوئے بتایا کہ تورات کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ حضرت آدمؑ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ بلکہ نعوذ باللہ خدا نے گناہ کیا ہے۔ جو اس طرح پیدائش باب ۲ اور آیت ۸ تا ۱۸ میں مذکور ہے کہ

"خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے کے لئے اچھا تھا زمین سے اُگایا اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا۔ اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا۔ کیونکہ جس روز تُو نے اس میں سے کھایا تُو مرا۔"

اس میں تو خدا نے صاف طور پر بتایا کہ اگر تم نیک و بد کے درخت کا پھل کھاؤ گے تو اسی وقت مرو گے۔ اور ساتھ ہی شیطان نے آدم و حوا کو مخاطب کر کے کہا کہ تم ہرگز نہ مرو گے (پیدائش ۳/۴) اور شیطان کے اس فریب میں پڑ کر جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو کھایا۔ تو اُن دونوں میں سے کوئی بھی نہ مرا۔ اور اس طرح نعوذ باللہ خدا کی بات غلط اور شیطان کی بات درست ٹھہرتی ہے۔

ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے اندر قدرتی صفات پیدا کرے اور خدا کے رنگ میں رنگین ہو۔ اور خدا نے آدم کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ اگر تم اس درخت کے پھل کھاؤ گے تو نیک و بد کی پہچان میں خدا کی مانند ہو گا (پیدائش ۳/۲۲) اس فطری خواہش سے مجبور ہو کر آدم نے وہ پھل کھایا اس سے ثابت ہے کہ آدم سے بے شک اجتہادی غلطی ہوئی ہے نہ کہ عمداً و ارادۃً کوئی گناہ سرزد ہوا ہے۔

اس طرح عیسائیوں کا یہ عقیدہ باطل ٹھہر جاتا ہے کہ آدمؑ نے گناہ کیا تھا جس کے نتیجہ میں ہر ابن آدم گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ نیز عیسائی حضرت عیسےٰ کی صلیبی موت کو اس گناہ کا کفارہ قرار دیتے ہیں۔

خاکسار نے مختلف انجیلی حوالوں سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ صلیب پر سے زندہ اُتارے گئے تھے اور اس واقعہ کے بعد ایک عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ اس طرح حضرت آدم کا گناہ نہ کرنا اور حضرت مسیحؑ کا صلیب پر فوت نہ ہونا عیسائیت کا بنیادی عقیدہ یعنی کفارہ کا صریح بطلان ہے۔ اور اس طرح عیسائیت کی بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔

تیسری تقریر بشیر احمد صادق صاحب ایم۔ اے کی زیر عنوان

عیسائیت و اسلام کا موازنہ

ہوئی۔ آپ نے سب سے پہلے اس بات پر روشنی ڈالی کہ حضرت عیسیٰ جو مشن لے کر آئے تھے اُس میں اور اسلامی تعلیم میں قطعاً کوئی تضاد نہیں لیکن عیسائیت میں جتنے تبدل و تغیر رونما ہوئے ہیں وہ سب کے سب پولوس رسول کے کرتوت ہیں۔ آپ نے مختلف حوالجات سے اس بات کو ثابت کیا۔ بعدہٗ آپ نے موجودہ عیسائیت اور اسلام کی تعلیموں کا بہترین رنگ میں موازنہ کیا۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں

(۱) موجودہ عیسائیت کہتی ہے کہ حضرت مسیح کا مشن عالمگیر تھا لیکن حضرت مسیح کا خود قول موجود ہے کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (متی ۱۵/۲۴) اور قرآن کریم بھی عیسیٰؑ کے مشن کے متعلق کہتا ہے کہ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل (آل عمران)

(۲) اس کے بالمقابل حضرت نبی اکرم صلعم کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین یعنی ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لئے رحمت کے طور پر بھیجا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ قل انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ آپ تمام دنیا کو مخاطب کر کے اعلان کریں کہ میں تم سب کے لئے خدا کی طرف سے پیغمبر کے طور پر بھیجا گیا ہوں۔

(۳) موجودہ عیسائیت مسیح کو مجسم خدا قرار دیتی ہے انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیتی ہے اس کے بالمقابل قرآن کریم فرماتا ہے کہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم یعنی حضرت مسیح کو خدا قرار دینے والے کافر ہیں۔

(۴) عیسائیت کہتی ہے کہ سب انبیاء گنہگار ہیں حالانکہ قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔ کہ انبیاء اللہ تعالےٰ کی قول و فعل میں پوری فرمانبرداری کرتے ہیں گویا کہ وہ سب کے سب معصوم اور بے گناہ تھے۔

علاوہ ازیں موصوف نے عیسائیت اور اسلام کے مختلف عقائد پیش کر کے ثابت کیا کہ موجودہ عیسائیت ایک باطل مذہب ہے جسے حضرت مسیحؑ کے مشن سے کوئی تعلق نہیں۔

اس تقریر کے بعد محترم فاضل صدر صاحب نے بتایا کہ کئی ہفتوں سے ہم عیسائیت کے تعلق سے اس قسم کے جلسے منعقد کرتے ہیں اور باقاعدہ عیسائی حضرات کو شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ہمارے جلسوں میں عیسائیت کے تعلق سے سوالات کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ احمدیت کے مقابلہ میں ایک بڑے سے بڑا پادری اور عالم عیسائیت بھی کھڑے ہونے کی تاب نہیں رکھتا۔ ہماری طرف سے پیش کئے جانے والے دلائل کی تردید تو کجا ہماری باتیں سننا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے ہم اس جلسہ کے ذریعہ اس سلسلہ کو بند کرتے ہیں اور تمام عیسائی حضرات کو چیلنج دیتے ہیں کہ جب بھی وہ چاہیں ہم سے تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی گزارش کرتے ہیں کہ وہ خود ہی کہیں کوئی جلسہ منعقد کریں اور ہمیں تقریر یا سوالات کا موقعہ دیں (باقی صفحہ ۱۲)

جماعت احمدیہ کا تبلیغی اسٹال

بر موقعہ عرس حضرت شمس العالم حسینیؒ

از مکرم مولوی حنیف احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر

گذشتہ تین سال سے جماعت احمدیہ حضرت شمس العالم حسینی رہ کے عرس پر تبلیغی اسٹال قائم کرتی چلی آرہی ہے۔ اور یہ تبلیغ کا طریق بفضلہ تعالیٰ بہت ہی کامیاب ثابت ہوا۔

مورخہ ۷ر جولائی کو عرس تھا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تبلیغی اسٹال قائم کیا گیا۔ اور مکرم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب فاضل چیف احمدیہ مسلم مشنری حیدرآباد و مولوی عبدالقادر صاحب احمدی سابق عیسائی پادری کو مدعو کیا گیا۔ معزز مہمانوں کے آنے سے قبل ایک اشتہار

"مولوی عبدالقادر صاحب (سابق عیسائی مبلغ) کا قبولِ اسلام اور ان کی رائچور میں آمد"

شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ ہر دو صاحبان ۵ر جولائی کو یادگیر تشریف لائے۔ جمعہ کا دن تھا۔ خطبہ جمعہ مکرم چوہدری صاحب نے پڑھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد مسجد احمدیہ یادگیر میں ایک جلسہ ترتیب دیا گیا۔ جس میں مولوی عبدالقادر صاحب نے اپنے قبولِ احمدیت کے دلچسپ حالات سنائے۔ اور ازاں بعد مکرم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب نے تاثرات حج ایک گھنٹہ تک بیان فرمائے۔ دوسرے روز ۶ر جولائی کو ایک وفد بشمول مہمانوں کے بوجہ افسر اور پہ مشتمل تھا رائچور کے لئے روانہ ہوا۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایک رات قیام فرمانے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

عرس شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔ وفد نے رات تبلیغی اسٹال کو مختلف چارٹوں سے مزین کیا۔ جس میں تین بڑے بڑے چارٹ تھے۔

(۱) "اسلام دنیا کے کناروں تک" (۲) "شجرۂ طیبہ مجددین امتِ محمدیہ" (۳) احیائے اسلام ہی آج زمانے کی سب سے بڑی ضرورت ہے"

یہ چارٹ ایسے جاذبِ نظر تھے کہ آنے جانے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ سٹال کے آگے کرسیاں اور میز رکھے گئے۔ میزوں پر سلسلہ کا لٹریچر ترتیب دیا گیا۔ جس میں قرآن کریم انگریزی مع تفسیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب تھیں۔

عرس میں تقسیم کرنے کے لئے ایک بڑی سائز سولہ صفحات کا ٹریکٹ "دعوتِ حق" شائع کیا گیا۔ مورخہ ۷ر جولائی کو ۸ بجے کے بعد کثرت سے پبلک کا رجحان ہمارے تبلیغی اسٹال کی طرف ہوا۔ خاکسار اور مولوی عبدالقادر صاحب آنے والوں سے گفتگو کرتے۔ زیادہ تر وفاتِ مسیح اور ختمِ نبوت کا مسئلہ زیرِ بحث تھا۔ اور دوسرے دوست لٹریچر تقسیم کرتے رہے۔ یہ سلسلہ رات کے دو بجے تک جاری رہا۔ دوسرے روز بھی اسی طرح پبلک آنا شروع ہوئی۔ اور یہ سلسلہ رات کے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ اس سال دیودرگ کی دو احمدی بچیاں جو رائچور میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے آپ کو خدمت کیلئے پیش کیا۔ چنانچہ اُن کو سلسلہ کا لٹریچر دیا گیا۔ اور وہ دو دن عورتوں میں لٹریچر تقسیم کرتی رہیں۔

معززین شہر کی کثیر تعداد نے اسٹال میں تشریف لاکر اسٹال کو رونق بخشی جن میں ڈاکٹر صاحبان اور میونسپلٹی کے معتمد، عثمانیہ مسجد کے پیش امام صاحب، سیٹھ محمد عثمان صاحب و سیٹھ عبدالعظیم صاحب وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ عرس کے موقع پر مندرجہ ذیل لٹریچر تقسیم و فروخت کیا گیا۔

(۱) حقیقی اسلام ۲۵ عدد		(۲) سیرت النبیؐ ۲۵ عدد	
(۳) ذکرِ مشہور ۲۵ "		(۴) مقصدِ زندگی ۱۲ "	
(۵) دعوتِ حق ۹۰۰ "		(۶) کامل انسان ۱۲ "	

اسی طرح دوسرے مختلف اشتہارات وغیرہ تقریباً ایک ہزار تقسیم کئے گئے عرس کے موقعہ پر سیٹھ محمد الیاس صاحب نے اپنا شائع کیا ہوا لٹریچر عنایت فرمایا۔ اور مالی مدد بھی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے (آمین)

آنریبل بی۔ روانی کا شکریہ مولوی عبدالکریم صاحب مالک غضنفریہ پریس رائچور کے مشکور ہیں۔ جنہوں نے دن رات ایک کر کے اسٹال کو کامیاب بنایا۔ علاوہ ازیں میں یادگیر کے اُن دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے مالا اور عملی رنگ میں تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی جزائے خیر دے۔ آمین۔

آخر میں خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ حضرت مسیح پاک اور درویشانِ قادیان شریف نیز تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر سی کوششوں کو قبول فرمائے اور اس کے اچھے نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

رسالہ الفرقان کا

"درویشانِ قادیان نمبر"

ایمان افروز تاریخی حقائق اور روح پرور مجاہدانہ قربانیوں کی دستاویز

ملحمہ ۱۹۴۷ء کے بعد بھارت کے کونے کونے میں مشعلِ ایمان روشن کرنیوالے سرفروش مجاہد

ماہنامہ الفرقان کا آئندہ شمارہ ایک غیر معمولی خاص نمبر ہے۔ الفرقان کو یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ وہ مرکزِ احمدیت قادیان میں دھونی رمانے والے درویشانِ کرام (اللہ کی ان پر ہمیشہ برکات ہوں) کے مستند تاریخی اور مکمل حالات ایک نمبر میں شائع کر رہا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے ہلاکت خیز انقلاب اور ہجرت کے بعد جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص درویشوں میں شامل ہو کر اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر دن رات آپ کے مشن کو پورا کر رہے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہیں۔ احمدیت کی صداقت کی منہ بولتی شہادت ہیں۔ ایسی شہادت جس کے سامنے معاندین کے منہ بھی بند ہو جاتے ہیں۔

ان لوگوں کے ایمان افروز حالات کو جاننا۔ انہیں اپنی اولادوں کو پڑھانا ہر احمدی کا فرض ہے۔ انصاف پسند غیر از جماعت احباب تک ان حالات کو پہنچانا بھی بہت بڑے تبلیغی فرض کی ادائیگی ہے۔ یہ ایک تربیتی اور تبلیغی بہترین مجموعہ ہے میری درخواست پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جملہ حالات و واقعات خود ارسال فرمائے ہیں اور اُن کی خاص اجازت سے یہ نمبر مرتب کر کے شائع کر رہا ہوں۔ مقدس مقامات اور خاص اراکین کے فوٹو بھی شاملِ اشاعت کئے جا رہے ہیں۔ منظوم مضامین ایمان افروز مقالات کے علاوہ بہترین اور ولولہ انگیز نظمیں بھی اس رسالہ میں شائع ہو رہی ہیں ——— ڈیڑھ سو صفحات سے زائد تاریخی فوٹو پر مشتمل درویشانِ قادیان نمبر مورخہ دس ستمبر ۱۹۶۲ء کو شائع ہو گا۔ انشاء اللہ العزیز

اس خاص نمبر کی عام قیمت دو روپے ہو گی۔ رسالہ الفرقان کے خریداروں کو یہ نمبر بھی اُن کی سالانہ قیمت میں ہی ملے گا۔ رسالہ کی سالانہ قیمت چھ روپے مقرر ہے۔ نئے خریدار جو پیشگی قیمت سال بھر کے لئے ارسال کر دیں گے۔ انہیں بھی یہ رسالہ اسی قیمت میں ملے گا۔ بقایا دار حضرات کے نام یہ نمبر ارسال نہیں ہو گا۔ وہ جلد اپنا بقایا ادا فرمائیں۔

(ابو العطاء جالندھری ایڈیٹر الفرقان ربوہ)

نوٹ:۔ بھارت کے احباب شیخ مسعود احمد صاحب امین خانہ جہانپوری قادیان سے خط و کتابت کریں۔

بقیہ صفحہ ۹۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے سورہ الکہف کی ابتدائی آیات کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے ہوئے واضح کر دیا کہ حضرت نبی اکرم صلعم نے فتنہ دجالیت سے بچنے کے لئے بعض آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کا حکم دیا ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ دجالیت سے مراد موجودہ عیسائیت ہے۔ اور نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس فتنہ کا خاتمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہو گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت عیسائیت کو چیلنج دے رہی ہے کہ ان کے مقابل پر آکر اپنی صداقت کا ثبوت دے۔

محترم صاحب صدر کی پُر مغز صدارتی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ یہ جلسہ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان ناچیز کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

سہ ماہی اوّل اور احبابِ جماعت کا فرض

بجٹ سال رواں کی پہلی سہ ماہی گذر چکی ہے مگر جماعتوں کے تشخیص بجٹ کے مطابق لازمی چندہ جات کی وصولی نہیں ہو رہی۔ اور بہت سی جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے پہلی سہ ماہی میں کوئی چندہ مرکز میں نہیں پہنچا یا برائے نام وصولی ہوئی ہے۔ حالانکہ ضروریاتِ سلسلہ اس امر کی متقاضی ہیں کہ سلسلہ کا ہر فرد اور جماعتوں کے تمام عہدیدار اپنی مالی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کر کے ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ جات ادا کریں اور عہدیداران جماعت چندہ جات کی وصولی کے لئے خاص اہتمام کریں۔ تاکہ جماعت میں کوئی ایسا فرد نہ رہے جو نادہندہ بقایادار یا بے شرح ہو اور نہ صرف یہ کہ جملہ احباب لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے ایمان اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ تمام جماعتوں کو ان کا متوقع سہ ماہی بجٹ اور اس کے مقابل پر وصولی کی پوزیشن سے اطلاع نظارت ہذا کی طرف سے بھجوائی جا رہی ہے۔ عہدیداران مال کو چاہئے کہ وہ نیز اپنی جماعتوں کے انفرادی چندوں کا جائزہ لے کر جن احباب کی طرف سے ادائیگی میں سستی اور لاپرواہی سرزد ہوئی ہو۔ ان کو مؤثر رنگ میں ان کی مالی ذمہ داری کی طرف متوجہ کریں۔ اور جملہ چندہ جات کی رقوم وصول کر کے ارسال فرمائیں تاکہ مرکزی ضروریات کی تکمیل میں جو رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے وہ دور ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق بخشے۔ اور ان راہوں پر چلائے جو اس کے فضل اور رضا کی موجب ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

ضرورتِ رشتہ

قادیان میں ایک مخلص درویش علی محمد صاحب ہیں۔ جن کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ ہے۔ وہ ٹانگوں سے معذور ہیں۔ ان کی عام صحت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ اور وہ شادی کے خواہشمند ہیں۔ لوہار کا کام کرتے ہیں۔ خاص کر سلائی کی مشینوں کی درستی اور مرمت کے کام میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ جس سے وہ معقول آمد پیدا کر رہے ہیں شادی کی صورت میں بھی وہ اپنا بخوبی گذارہ چلا سکتے ہیں۔ ہندوستان کے کسی بھی صوبہ کی کوئی عورت جس کی عمر چالیس سال سے زائد نہ ہو وہ شادی کرنے پر رضامند ہیں بشرطیکہ صحت وغیرہ اچھی ہو۔ اگر اس مخلص درویش کے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہو۔ تو اس کے ورثاء نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔ اس شادی کی صورت میں اس خاتون کو مقدس مرکز قادیان میں رہنے اور یہاں کی برکات سے مستفید ہونے کا بہترین موقعہ ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

بقایادار موصی صاحبان

کو ان کے بقایا کے متعلق دفتر ہذا کی طرف سے اطلاع دی جا چکی ہے۔ اور ۳۰/۴/۶۳ تک کا حساب بھجوایا جا چکا ہے ان سب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بقایا جات جلد صاف کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر بقایا کی یکمشت ادائیگی مشکل ہو تو دو یا تین قسطوں میں ادا کریں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نتیجہ امتحان مولوی فاضل

الحمد للہ کہ امسال قادیان سے دو امیدوار مکرم عزیزم مولوی عبد السلام صاحب مالاباری اور مکرم عزیزم مولوی جلال الدین صاحب مالاباری امتحان مولوی فاضل میں شریک ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دونوں کامیاب ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب دعا فرمائیں کہ باری تعالیٰ آئندہ بھی ہماری اسی طرح نصرت و مدد فرمائے اور مذکورہ امیدواروں کو خادم دین بنائے۔ آمین۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

پروگرام دورہ الحاج چوہدری مبارک علی صاحب فاضل مبلغ انچارج آندھرا جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند ۸/۸/۶۳ تا ۱۷/۹/۶۳

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ اسلئے اُن کی جگہ کچھ عرصہ کے لئے مکرم چوہدری حاجی مولوی مبارک علی صاحب فاضل مبلغ انچارج مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ۸/۸/۶۳ تا ۱۷/۹/۶۳ بغرض پڑتال حسابات وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران مولوی صاحب موصوف سے کما حقہٗ تعاون فرما دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	قادیان	—	—	۸-۸-۶۳
۲	بمبئی	۱۱-۸-۶۳	۳ یوم	۱۵ ،، ،،
۳	حیدرآباد	۱۶ ،، ،،	۷ ،،	۲۳ ،، ،،
۴	ظہیرآباد	۲۳ ،، ،،	۱ ،،	۲۵ ،، ،،
۵	شادنگر	۲۶ ،، ،،	۱ ،،	۲۷ ،، ،،
۶	چنتہ کنٹہ	۲۷ ،، ،،	۱ ،،	۲۸ ،، ،،
۷	کرنول	۲۸ ،، ،،	۱ ،،	۲۹ ،، ،،
۸	یادگیر	۲۹ ،، ،،	۳ ،،	۱-۹-۶۳
۹	تیماپور	۲-۹-۶۳	۱ ،،	۲ ،، ،،
۱۰	اڈنکور	۲ ،، ،،	۲ ،،	۳ ،، ،،
۱۱	رائچور	۳ ،، ،،	۱ ،،	۴ ،، ،،
۱۲	ہبلی	۵ ،، ،،	۱ ،،	۶ ،، ،،
۱۳	دھارواڑ	۶ ،، ،،	۱ ،،	۷ ،، ،،
۱۴	شیموگہ	۸ ،، ،،	۱ ،،	۹
۱۵	بنگلور	۱۱ ،، ،،	۲ ،،	۱۳ ،، ،،
۱۶	مدراس	۱۴ ،، ،،	۲ ،،	۱۷ ،، ،،
۱۷				

اعلانِ نکاح

مورخہ یکم اگست بروز جمعرات بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ کا تین ہزار روپے حق مہر پر مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت محترم سیٹھ خیر الدین صاحب مرحوم آف لکھنؤ کے ساتھ نکاح کا اعلان فرمایا۔

خطبہ نکاح میں آپ نے فرمایا کہ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ایک واقف زندگی ہیں۔ ان کے نکاح ثانی کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ متواتر دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ شادی انشاء اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی صحت پر اچھا اثر پڑے گا۔ ہمیں خوشی ہے کہ بزرگان کے ارشاد کی تعمیل ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو اللہ تعالیٰ نے نیکی، تقویٰ، قبولیت دعا اور دینی خدمات میں ایک خاص امتیازی مقام بخشا ہے۔ اور یہ ان کے فرزند کے نکاح کا اعلان ہے۔

دوسری طرف محترم سیٹھ خیر الدین صاحب مرحوم کا خاندان ہے۔ اور سیٹھ صاحب جماعت لکھنؤ میں بہت نمایاں تھے۔ میں تعلیم کے سلسلہ میں کچھ عرصہ لکھنؤ میں مقیم رہا۔ محترم سیٹھ صاحب نے میرے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا ہونے کی وجہ سے ایسا سلوک کیا کہ میں نے وہاں اپنے گھر کی طرح آرام پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

اعلان نکاح کے بعد آپ نے لمبی دعا فرمائی۔ جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار

عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان

نماز تہجد کی باقاعدگی اور درود شریف کا التزام

(بقیہ صفحہ دوم)

اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے حق میں دس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے ۔۔۔!!

غور کیا آپ نے کس قدر وسیع ہیں ہمارے خدا کی رحمتیں ۔ ہمارے نبی رحمت نے اس راہِ کرم و احسان کی اپنی امت کو رہنمائی فرمائی ۔۔۔!! ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ایک بندہ صدقِ دل سے اس کی طرف رجوع کرے اور دل کی گہرائیوں سے نبی رحمت کے لئے درود پڑھے ۔۔۔!!

ہمارے خیال میں محترم صاحبزادہ صاحب نے ایسی بابرکت تحریک جاری فرما کر گویا ساری جماعت پر ایک بڑا احسان کیا ہے جبکہ موصوف کی سکیم کے ماتحت ایک احمدی دن بھر میں تین سو بار اپنے محسنِ اعظم اور ہادیٔ کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے درود پڑھتا ہے تو بموجب حدیث نبوی تین ہزار بار درود کا ریکارڈ خود پڑھنے والے کے حق میں ہوگا پھر اس کی تاثیرات عظیمہ جو اوپر بیان ہو چکی ہیں وہ بھی کیا کچھ کم عظمت اپنے اندر رکھتی ہیں۔!! گناہوں سے لتھڑی ہوئی ہموم و غموم میں ڈوبے ہوئے امتی کے لئے عشقِ نبی گویا گارنٹی ہے گا نجات!!

پس بھائیو کوشش کرو کہ آپ کی جماعت میں سے زیادہ سے زیادہ تعداد اس بابرکت تحریک دعا میں شامل ہو جس کو تو شروع ہی سے اس میں حصہ لینے اور اس عہد کو پورا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی وہ تو آخر تک باقاعدگی اور التزام کے ساتھ نباہنے کی کوشش کرتا چلا جائے اور جس کے کچھ دن چھوٹ گئے ہیں اُسے بھی دلگیر ہونے کی ضرورت نہیں ۔ وہ آئندہ کے لئے کمر ہمت باندھ لے اور جس قدر دن میسر آ جائیں اُن کی برکات سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

یاد رکھیں دنیا کا بہت بڑا حصہ اسلام و احمدیت کے نور سے غافل یا بے خبر پڑا ہے دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ کے مقابلہ پر ہماری جماعت کی کوششیں کس قدر بھی زیادہ کیوں نہ ہوں وسیع و عریض کرۂ ارض میں پھیلی ہوئی چھوٹی بھٹکی دنیا کی تعداد کے مقابل پر کچھ بھی نسبت نہیں رکھتی۔ اس لئے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو ہماری ادنیٰ سی کوششیں چنداں نتیجہ خیز نہیں ہو سکتیں اس لئے ان دنوں میں ایسی درد بھری دعائیں کریں کہ وہ خدا جو پہلے بھی اپنے ادنیٰ بندوں کی مساعی میں محض اپنے فضل سے برکت دیتا رہا ہے ۔ اپنی غیر معمولی برکتوں کے دروازے کھول دے جس طرح ایک مومن

نیک اولاد

کون نہیں چاہتا کہ اُس کی اولاد نیک اور دیندار ہو مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ابتداء ہی سے بچوں کے دل میں دینی تعلیم کا بیج بویا جائے اور صحیح رنگ میں اس کی آبیاری کی جائے تو یقیناً بڑا ہو کر یہ درخت اچھے پھل دیتا ہے جو نہ صرف والدین بلکہ جماعت اور قوم کے لئے بھی مفید ہوتے ہیں۔ اس کے لئے آپ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کی ابتداء

قاعدہ یسرنا القرآن

سے کیجئے ۔ تاکہ آپ کے بچے جلد اور بآسانی اور صحیح طور پر قرآن مجید پڑھ کر اسلام کے سچے راستہ پر گامزن ہوں اور آپ کے لئے قرۃ العین ثابت ہوں۔

۱۔ قاعدہ کلاں	۵۰ ۔۔ ..	پیسے فی عدد	
۲۔ " خورد	۲۵ ۔۔ ..	"	"
۳۔ نماز مترجم ۔ ادعیۃ القرآن ادعیۃ الرسول ہر ایک	۲۵ ۔۔ ..	"	"
۴۔ قرآن مجید مترجم مجلد بطرز کتابت یسرنا القرآن	۵۰ ۔۔ ۷	فی جلد	
۵۔ علاوہ ازیں تیسواں پارہ	۳۴ ۔۔ ..	پیسے فی عدد	

نوٹ :۔ قاعدہ کے تھوک خریداروں کو آئندہ حسب ذیل کمیشن دیا جائے گا :۔

بیس روپے کے خریدار کو ۔۔ دس فیصدی

پچیس روپے کے خریدار کو پندرہ "

سو روپے کے خریدار کو بیس "

ملنے کا پتہ

دفتر قاعدہ یسرنا القرآن ۔ قادیان پنجاب

جناب وزیر اعلیٰ صاحب (پنجاب) کی بیماری پر جماعت احمدیہ کی طرف سے بیمار پرسی

گذشتہ دنوں جناب سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے آبائی وطن میں اچانک سخت بیمار ہو گئے۔ اور ان کو امرتسر سرکاری ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ بیمار پرسی کے طور پر ان کی خدمت میں جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی طرف سے تار دیا گیا جس کے جواب میں جناب کیروں صاحب نے مندرجہ ذیل چٹھی ناظر صاحب امور عامہ کو اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائی۔

"میرے پیارے دوست!

آپ کے بیمار پرسی کے پیغام کا بہت بہت شکریہ ۔ مجھے ۲۵ر تاریخ کو کچھ ایڈیک اٹیک ہو گیا تھا ۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میں اس پُر خطر حالت سے کامیابی کے ساتھ گذر چکا ہوں ۔ اور اب میری موجودہ حالت تشویش سے باہر ہے"

آپکا مخلص

پرتاپ سنگھ

بخدمت جناب ناظر صاحب

امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

تحریک جدید دفتر دوم کا انیسواں سال

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ یہ تحریک جدید دفتر دوم کا انیسواں سال جا رہا ہے

جو انیس (۱۹) سالہ دور کا آخری سال ہے

اور نومبر ۱۹۶۳ء میں یہ سال ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس دور کی انیس سالہ یادگاری کتاب مجاہدین تحریک جدید کے اسماء اور ان کی مالی قربانیوں پر مشتمل شائع کی جائیگی اس لئے احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ذمہ چندہ تحریک جدید کی جلد ادائیگی کر کے ماہ نومبر ۱۹۶۳ء تک حسابات مکمل کریں۔ تاکہ بقایا ہونے کی وجہ سے کسی مخلص کا نام شائع ہونے سے رہ نہ جائے ۔ اس کتاب میں صرف ان مخلصین کے نام شائع ہونگے جنہوں نے ۱۹ سال کا چندہ ادا کر دیا ہوگا ۔

۲۔ جو مخلصین دفتر دوم میں کسی بھی درمیانی سال میں شامل ہوئے ہیں وہ حسب توفیق زیادہ سے زیادہ چندہ گذشتہ سالوں کے حساب میں ادا کر سکتے ہیں ۔ اور اس طرح ان کا نام بھی اس کتاب میں شائع ہو سکے گا ۔

امید ہے کہ احباب جلد از جلد اس طرف توجہ فرمادیں گے ۔ اور سال کے دوران کے ان آخری چار ماہ میں اپنے اپنے چندہ کی کمی کو پورا کر لیں گے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو ۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

۴۴۔ زمانہ پہلے صحابہ کرام نے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ایسا ہو کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دور میں ایسا نظارہ ہم کمزوروں کو بھی دیکھنا نصیب کرے ۔ و

ما ذالک علی اللہ بعزیز ۔ ربنا آتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد ۔ آمین :

درخواست دُعا

خاکسار نے قانون کا فائنل امتحان دیا ہے امتحان میں اعلےٰ کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے ۔

خاکسار

سید مبشر احمد مونگھیر